بلو آئی

مظہر کلیم ایم اے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کمپوزر:- پاکستانی پوائنٹ

بلیو آئی

مظہر کلیم ایم اے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بلیو آئی

فلیگ لہراتی ہوئی جیپ ملٹری ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر رکی۔

ڈیوٹی پر کھڑے ہوئے سپاہی کی ایڑیاں بج اٹھیں پھر اس نے پلک جھپکتے ہی گیٹ کھول دیا۔

جیپ گیٹ میں داخل ہو گئی اور پھر ایک لمبا ٹرن لیتی ہوئی ہیڈ کوارٹر کی عظیم الشان عمران کے پورش میں رک گئی۔

جیپ رکتے ہی ایک بار پھر ایڑیاں بج اٹھیں۔

جیپ میں سے سب سے پہلے اترنے والا طویل القامت ادھیڑ عمر شخص تھا جس کا جسم قابل رشک طور پر ٹھوس تھا۔ چہرے پر سنجیدگی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔

یہ کمانڈران چیف ظفر آفریدی تھے اور ایک اہم میٹنگ میں شرکت کرنے کے لئے آئے تھے ان کی جیپ سے باہر آتے ہی باہر کھڑے تمام آفیسرز کی ایڑیاں بج اٹھیں۔

ڈپٹی کمانڈر انچیف سلامت علی نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور مصافحہ کرنے کے بعد وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے میٹنگ ہال کیطرف بڑھ گئے۔ جہاں جہاں سے گزرتے گئے ایڑیاں بجنے کی آوازیں لگاتار آتی چلی گئیں۔

مختلف برآمدوں سے ہوتے ہوئے وہ میٹنگ ہال کے دروازے پر پہنچ گئے میٹنگ ہال کے دروازے پر موجود ملٹری پولیس کے سپاہی اور آفیسرز نے اٹنشن ہو کر ان کا استقبال کیا اور پھر ان کے داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا اور ملٹری پولیس کے سپاہی اس ہال کے ارد گرد گشت کرنے لگے، وہ بے انتہا چوکنے معلوم ہو رہے تھے۔ کسی بھی ممکنہ خطرے کے پیش نظر وہ ہر قسم کی جوابی کاروائی کے لئے تیار تھے۔ میٹنگ ہال کے

دروازے پر سرخ بلب جل رہا تھا۔

میٹنگ ہال کے اندر دائرہ نما کرسیوں پر ملٹری کے اعلیٰ ترین آفیسرز موجود تھے۔ صدارت کمانڈر انچیف ظفر آفریدی خود کر رہے تھے۔

"میٹنگ کی کاروائی شروع کی جائے۔"

کمانڈر انچیف نے کرسی پر بیٹھتے ہی گھمبیر اور پر وقار آواز میں کہا اور پھر دائیں طرف پہلی کرسی پر بیٹھا ہوا ایک پر وقار ادھیڑ عمر کا آدمی کھڑا ہو گیا۔

یہ ملٹری انٹیلی جنس اے تھے انہوں نے میز پر پڑی ہوئی فائل سے چند کاغذات نکالے اور پھر بولنا شروع کر دیا۔

"صدر اور معزز ممبران۔۔۔ آج کی میٹنگ میں ایک اہم مسئلہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ آج سے چھ ماہ پہلے ہماری حکومت نے دشمن ہمسایہ ملک کافرستان کیطرف سے ممکنہ خطر کے پیش نظر ایک نیا ڈیپارٹمنٹ کھولنے کا فیصلہ کیا۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے ذمے یہ فرائز عائد کئے گئے کہ وہ ملک کی ان سرحدات پر جو ہمارے دمشن ملک سے ملتی تھیں ایک نئے اور اہم دفاعی منصوبے کی تشکیل کرے۔۔۔ یہ فیصلہ ٹاپ سیکرٹ تھا اور اس سلسلے میں ہونے والی کاروائیاں اس قدر خفیہ رکھی گئی تھیں کہ حکومت اور فوج کے چند چوٹی کے آفیسران کے علاوہ اور کسی کو اس منصوبے کی ہوا بھی نہین لگنے دی گئی تھی۔

منصوبے پر کامیابی سے کام ہوتا رہا۔ اس منصوبے کی حفاظت کے فرائز میرے ڈیپارٹمنٹ کے ذمے تھے۔۔۔ لیکن پچھلے دنوں سے مجھے جو رپورٹیں ملی ہیں اور میں نے جو گہری تحقیقات کرائی ہیں ان کے پیش نظر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ دمشن ملک کے سیکرٹ ایجنٹوں کو ہمارے اس خفیہ منصوبے کی بھنک مل چکی ہے اور اس منصوبے کے خلاف ان کی سرگرمیاں شروع ہو گئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے

لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اس منصوبے کی کامیابی اور رازداری پر اسوقت ہمارے ملک کے دفاعی نظام کا انحصار ہے اس سلسلے میں اپنی رپورٹ آئندہ تجاویز کے لئے یہ ٹاپ سیکرٹ میٹنگ بلوائی گئی ہے۔" کرنل اے یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

میٹنگ میں موجود تمام ممبران اور بذات خود کمانڈر انچیف کے چہرے پر بھی کرنل اے کی رپورٹ سن کر تشویش کی لہر دوڑ گئی اور سب بے چین نظر آنے لگے۔

"کیا آپ اس تفصیل پر روشنی ڈالیں گے کہ ان سرگرمیوں کا آپ کو کیسے پتا چلا ہے اور آپ نے ان کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔" کمانڈر انچیف نے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔ سب سے پہلے اس منصوبے کے اہم سنٹر میں ایک انجنئیر گرفتار کیا گیا جو منصوبے کی تفصیلا تا کا نقشہ اپنے بوٹ کی ایڑی میں چھپائے سنٹر سے باہر جا رہا تھا۔ ایک خفیہ اطلاع کے پیش نظر اس کی تلاشی لی گئی تو وہ نقشہ بر آمد ہو گیا، اس انجینئر کو گرفتار کر لیا گیا۔۔ لیکن گرفتاری کے چند گھنٹوں بعد وہ پراسرار طور پر مردہ پایا گیا۔ خاصی تحقیقات کے باوجود اس امر کا پتہ نہ چل سکا کہ اسے کس نے ہلاک کیا اور کیسے ؟اس کے بعد منصوبے کی ایک خاص مشین سنٹر ہال سے گم ہو گئی۔ اس مشین کی گمشدگی کی رپورٹ ملتے ہی انٹیلی جنس نے بے حد دوڑ دھوپ کر کے چند گھنٹوں بعد سنٹر سے تقریباً دس میل دور ایک چرواہے کے قبضے سے وہ مشین بر آمد کر لی اس چرواہے سے پوچھ گچھ کی گئی مگر اس نے جواب دینے کی بجائے دانتوں میں چھپا ہوا کیپسول کھا کر خودکشی کر لی اور اس طرح تحقیقات کا دائرہ مزید وسیع نہ ہو سکا۔

پھر ہمارے ایک وائرلیس آپریٹر نے اچانک وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر پر ایک کوڈ پیغام سن لیا۔۔۔ یہ ایک نیا کوڈ تھا۔۔۔ اس لئے اس نے اسے ٹیپ کر لیا۔ اس کا ٹیپ سن کر ہمارے کوڈ ماہرین نے اس کا حل دریافت کر لیا اور اس سے ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے اس منصوبے کے خلاف غیر ملکی جاسوس سرگرم عمل ہیں۔"

کرنل اے اتنا بتا کر خاموش ہو گئے۔

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ ابھی تک ان جاسوسوں کے متعلق کوئی بنیادی کلیو نہیں مل سکا۔" کمانڈر انچیف نے متفکر لہجے ہیں کہا۔

"جی ہاں۔۔ میرے ڈیپارٹمنٹ نے حتی الوسع کوشش کر لی ہے لیکن ابھی تک انتھک جدوجہد کے باوجود کوئی ایسا کلیو نہیں مل سکا جس کو لائن آف ایکشن بنا کر تحقیقات کا دائرہ وسیع کیا جا سکے۔ چنانچہ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے متعلق رپورٹ پیش کر دوں اور حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں۔۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ منصوبہ اس وقت تکمیل کے بالکل قریب ہے اور ان حالات میں غیر ملکیوں کی پراسرار سرگرمیاں ہمیں غیر معمولی نقصان بھی پہنچا سکتی ہیں۔"

"ہونہہ۔"

کمانڈر انچیف نے کچھ سوچتے ہوئے ہنکارا ابھرا۔ ہال میں خاموشی تھی کرنل اے اپنی کرسی پر بیٹھ چکے تھے۔

"اور کوئی صاحب اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں تو!۔"

کمانڈر انچیف نے ممبران پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں تک خاموشی رہی پھر بائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا۔

"سر۔۔۔ کرنل اے کی رپورٹ انتہائی تشویشناک ہے۔ وہ منصوبہ ہمارے دفاعی نظام کا مرکز ہے۔ اس کی ہر ممکنہ حفاظت کی جائے اور اگر کرنل اے اسے ذاتی وقار کا مسئلہ بنا لیں تو میں ایک تجویز پیش کر دوں۔"

"ہاں۔۔۔ آپ ہر تجویز پیش کر سکتے ہیں۔۔۔ یہ مسئلہ کرنل اے کا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ پورے ملک کا اجتمائی مسئلہ ہے اس لئے میں نہیں سمجھتا آپ کی کسی تجویز پر کرنل اے کو کوئی اعتراض ہو۔۔" کمانڈر انچیف نے سوالیہ نظروں سے ممبر کیطرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"بات یہ ہے کہ چونکہ یہ منصوبہ ہمارا اکلیدی منصوبہ ہے اور جیسا کہ کرنل اے کا اس میٹنگ کو بلانے کا مقصد اور ان کی رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے وہ اور ان کی انٹیلی جنس غیر ملکی جاسوسوں کی سرگرمیوں کا پتہ چلانا میں اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہی ہے۔۔ میرا خیال ہے کہ اگر وزارت خارجہ کی سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو اس معاملے میں کام کریں تو میں سمجھتا ہوں غیر ملکی سرگرمیوں کا جلد پردہ چاک ہو جائے گا۔"

اس تجویز کو سن کر ہال میں گھمبیر خاموشی چھا گئی۔ پھر کرنل اے اٹھے۔

"صاحب صدر۔۔۔ جہاں تک اس تجویز کا تعلق ہے اگر ہماری حکومت چاہے تو یہ مسئلہ سیکرٹ سروس کو سونپ سکتی ہے۔۔ مگر جہاں تک جناب۔۔۔ ممبر کی اس بات کا تعلق ہے کہ ملٹری انٹیلی باقاعدہ کام کر رہی ہے یا نہیں۔۔۔ تو اس میٹنگ میں یہ مسئلہ پیش کرنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ حکومت کی نظروں میں بھی غیر ملکی جاسوسوں کی سرگرمیاں آ جاتیں تا کہ ہماری حکومت بروقت چوکنا ہو سکے۔" کرنل اے کا لہجہ قدرے تلخ تھا۔

پھر باقی ممبران میں بھی یہ بحث چل نکلی کہ آیا اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایکسٹو کی خدمات حاصل کرنی چاہیئں یا نہیں جب اس طویل بحث کا کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا تو کمانڈر انچیف نے سب کو خاموش کرا دیا۔

"میرا ذاتی خیال ہے کہ فضول بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ ہم کوئی رسک نہیں لینا چاہتے۔ اگر اس سٹیج پر ایکسٹو کی خدمات حاصل کر بھی لی جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔۔ پہلے بھی ایکسٹو اور اس کی سیکرٹ سروس نے ملٹری انٹیلی جنس سے تعلق رکھنے والے بیشتر کیس حل کئے ہیں اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ "ایکسٹو" بخوشی اس کیس پر کام کرنے کی آمادگی ثاہر کر دے گا۔" کمانڈر انچیف نے فیصلہ سنا دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ ہم ایکسٹو کی ہر ممکن مدد کرنے کو تیار ہیں۔" کرنل اے نے جواب دیا۔

اور پھر کرنل اے کی آمادگی دیکھ کر باقی سب ممبران نے بھی تائید کر دی۔

"میں آج ہی اس مسئلہ کو وزارت خارجہ کے سیکرٹری کو پیش کرتا ہوں تاکہ اس پر فوری عمل ہو سکے۔۔ تاخیر کا نتیجہ ہمارے حقل میں نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔"

کمانڈر انچیف نے کہا پھر ان کے اشارے پر میٹنگ بڑکواست کر دی گئی۔ ہال کے دروازے کھول دیئے اور کمانڈر انچیف واپس اپنی جیب پر بیٹھ کر ہیڈ کوارٹر کی عمارت سے چلے گئے۔

☆☆☆

عمران آجکل عجیب و غریب مشغلے میں مصروف تھا۔۔ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے راوی نے چین ہی چین لکھا تھا مگر عمران کی سیماب فطرت طبیعت کو چین کہاں آ سکتا تھا۔

جب کوئی کیس نہ ہوتا تو وہ اپنی مرضی سے نئے نئے مشغلے ایجاد کرتا اور پھر تن من دھن سے اس میں مصروف ہو جاتا۔

اس وقت تک جب تک کوئی نیا کیس سامنے نہ آ جاتا۔ ان دنوں اس کے سر پر غنڈوں کی محفلوں میں شریف ہونے کا بھوت سوار تھا۔

کئی روز سے وہ ایسے ہوٹلوں، کلبوں، بار رومز اور جوئے خانوں میں نظر آنے لگا تھا جو مقامی غنڈوں کی آماجگاہ تھے۔۔ مقصد سوائے تفریح کے اور کچھ نہیں تھا اور مقامی غنڈوں کے گروہوں "دارالحکومت" میں ان دنوں ایک نئے غنڈے کی آمد پر ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ اس نئے غنڈے کا نام تھا "جیگر۔" انتہائی دلیر پرلے درجے کا ہتھ چھٹ اور جوئے کا بہترین کھلاڑی ہونے کے باعث جلد ہی اس کی شہرت ہونے لگی۔

یہ جیگر عمران کا دوسرا روپ تھا۔

آج شام کو عمران جیگر کے میک اپ میں جب بندرگاہ کے ایک بدنام ترین اڈے میں داخل ہوا تو اس کے

متعلق ہال میں موجود غنڈوں میں کانا پھوسی شروع ہو گئی۔۔ عمران اس وقت غنڈوں کے مخصوص لباس میں تھا۔ نیلی کاٹرائے کی پتلون اور اسی پر پہنی ہوئی زرد جیکٹ۔۔ گلے میں پڑا ہوا سرخ رومال دور سے ہی شو کرتا تھا کہ اس کے پہننے والا غنڈہ ہے۔

پھر اس نے جس ٹائپ کا میک اپ کیا ہوا تھا وہ سونے پر سہاگہ تھا۔۔ دائیں رخسار پر زخم کا لمبا سا نشان دیکھنے والے پر خوامخواہ کی ہیبت طاری کر دیتا اس اڈے میں پچھلے دو دنوں سے متواتر آ رہا تھا۔ چنانچہ آج بھی ہال میں داخل ہوتے ہی وہ کاونٹر کیطرف بڑھا۔

کاؤنٹر پر اڈے کا مالک اور دارالحکومت کا مشہور بدمعاش ٹونی موجود تھا۔

ٹونی دارالحکومت کا سرگردہ بدمعاش تھا۔ غنڈوں کے حلقے میں اس کا نام خوف کے تاثرات سے لیا جاتا تھا۔ بڑے سے بڑا غنڈہ اس کے نام سے کانپتا تھا کیونکہ وہ بات بعد میں کرتا اور چاقو پہلے چلاتا۔

عمران کاؤنٹر پر جا کر رک گیا۔

"ہیلو ٹونی۔۔ مزے ہو رہے ہیں۔" اس نے غنڈوں کیطرح آنکھ مارتے ہوئے ٹونی سے کہا۔

ٹونی کے لئے یہ بات نئی تھی کہ اجنبی غنڈہ اس سے اس بے تکلف لہجے میں بات کرے۔۔ عمران سے اس کا پہلی بار سابقہ پڑا تھا۔ وہ آج کافی دن غائب رہنے کے بعد اڈے پر آیا تھا۔

"تم کون ہو۔۔ اور تمہیں اس لہجے میں بات کرنے کی جرات کیسے ہوئی؟"

ٹونی کا لہجہ کٹکھنے کتے کیطرح تھا۔

"مجھے جیکر کہتے ہیں۔۔۔ اور میں اس لہجے میں بات کرنے کا عادی ہوں مسٹر روفی۔" عمران کے لہجے میں تمسخر تھا اور ٹونی پھٹ پڑا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے میں اجنبیوں پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہیں۔۔۔ ورنہ ابھی آنتیں باہر نکال دیتا۔" اس

نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔۔۔ کیاپدی اور کیاپدی کا شوربہ۔۔ شکل دیکھو تو آنتیں باہر نکالنے والی۔ "عمران نے اسے مزید غصہ دلایا۔

پورے ہال پر سکوت مرگ چھا گیا۔۔ چند نظروں میں عمران کے لئے ہمدردی تھی کیونکہ ان کے خیال میں اب عمران کی موت یقینی تھی۔۔۔ ٹونی کو غصہ دلانے والا شخص کبھی زندہ نہیں رہ سکتا تھااور ظاہر تھا کہ عمران کی بات سن کر ٹونی کے پتنگے لگ گئے ہوں گے۔ وہ اچھل کر کاؤنٹر سے باہر آگیا۔

عمران بھی چار قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔۔ اس کی آنکھوں میں اب بھی تمسخر تھا جیسے کوئی آدمی دلچسپی سے کسی جادو کے تماشے کو دیکھ رہا ہو۔

دوسرے لمحے ہال میں چاقو کھلنے کی کڑکڑاہٹ گونج اٹھی۔۔ ٹونی کے ہاتھ میں ایک لمبا چاقو چمک رہا تھااور اب وہ زہر بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

ٹونی کے چاقو پکڑنے کے انداز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ اسے چاقوزنی کے فن میں مہارت کا درجہ حاصل ہے۔

عمران اب محتاط ہو گیا۔

اور پھر دوسرے لمحے ہال میں ایک برق سی کوندی۔ ٹونی عمران پر حملہ وار ہو چکا تھا۔ مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے مقابلے میں ایک معمولی غنڈا نہیں بلکہ دنیا کا چالاک ترین شخص کھڑا تھا۔ چنانچہ حملہ ہوتے ہی عمران تڑپ کر اچھلا اور پھر ٹونی سامنے والی میزوں سے ٹکراتا ہوا فرش پر جا گرا۔ عمران ایک طرف کھڑا تھا۔

"کیا ہوا ٹونی۔۔۔ کیا لانگ جمپ کا مظاہرہ کر رہے ہو۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہال میں موجود غنڈے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بیروں نے میزیں ہٹا کر وہاں مقابلے کی جگہ بنا دی۔

ٹونی فرش سے اٹاھ تو اس کی آنکھوں سے شرارے جل رہے تھے۔

آج زندگی میں پہلی بار اس کا حملہ ناکام ہوا تھا۔۔۔ ویسے وہ کچھ محتاط بھی ہو گیا تھا کیونکہ اسے مقابلے کی پھرتی کا اندازہ ہو چکا تھا۔

پھر وہ چاقو کو دائیں بائیں تیزی سے لہراتا ہوا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا عمران کیطرف بڑھنے لگا۔۔۔ جب چار قدم کا فاصلہ رہ گیا تو اسکے ہاتھ میں تیزی آگئی۔ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ایک ہاتھ میں چاقو دوسرے ہاتھ میں چلا جاتا۔ یہ عمل اس تیزی سے ہو رہا تھا کہ چاقو پر نگاہ نہیں جمتی تھی۔ یہ چاقو کا مخصوص اور خطرناک ترین داؤ تھا۔ مقابل فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کس ہاتھ میں چاقو رکھ کر وار کرے گا۔

عمران کی نگاہیں اس کے ہاتھوں پر مسلسل جمی ہوئی تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ ذرا سی بھی اندازے کی غلطی کا خاصا خطرناک نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

پھر ٹونی نے حملہ کر دیا۔

برق جیسی تیزی سے اس کا چاقو عمران کے سینے کیطرف لپکا۔ صرف ایک جھپکی اور دوسرے لمحے ٹونی چیختا ہوا عمران کے اوپر سے ہوتا ہوا فرش پر جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے چاقو چھوٹ کر ایک طرف جا گرا تھا۔

دراصل عمران نے حیرت انگیز پھرتی سے کام لیا تھا اس نے ایک ہاتھ تو چاقو والے ہاتھ پر مارا اور دوسرا ہاتھ سے اس کا بازو پکڑ کر زوردار جھٹکا دیا۔ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ ٹونی کے پیر اکھڑ گئے اور وہ عمران کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔

ٹونی نے گرتے ہی اٹھنے میں پھرتی دکھائی تھی۔

"گڈ ہائی جمپ مسٹر ٹونی۔ "عمران نے تماشائیوں کیطرح تالیاں بجا کر داد دیتے ہوئے کہا۔

اور ہال میں موجود غنڈے عمران کی بے جگری اور دلیری کے دل سے قائل ہو گئے۔ وہ ایسا محسوس کر رہے

تھے جیسے عمران ایک خطرناک ترین آدمی سے لڑ نہیں رہا بلکہ سرکس کے کھیل دکھا رہا ہے۔

ٹونی اٹھتے ہی عمران پر جھپٹا اس بار عمران سینہ تانے کھڑا رہا پھر جیسے ہی ٹونی اس کے قریب پہنچا۔ عمران نے ایک گھونسہ اس کے پیٹ پر مارا دوسرے ہاتھ کے زبردست وار نے اس کے جبڑے زخمی کردیئے۔ ٹونی کراہ کر فرش پر آگرا۔

پھر عمران نے اسے اٹھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

اس نے ٹونی کو ٹھوکروں پر رکھ لیا۔

اس کی ٹانگیں مشین کی طرح چل رہی تھیں اور پھر چند ہی لمحوں بعد ٹونی جیسا غنڈا بھی چیں بول گیا وہ بے ہوش ہوچکا تھا یا مزید مار کھانے سے بچنے کے لئے بے ہوش بن گیا تھا۔

اسے ساکن ہوتے دیکھ کر عمران نے یوں لاپرواہی سے ہاتھ جھاڑے جیسے ابھی ابھی اس نے کپڑوں پر سے گرد جھاڑی ہو اور پھر آگے بڑھ کر کاؤنٹر پر کہنی رکھ کر ہال میں موجود افراد کیطرف دیکھنے لگا۔

اڈے کے ویٹروں نے جلدی سے آگے بڑھ کر بے ہوش ٹونی کو اٹھایا۔ اور پھر ایک نے برانڈی کی بوتل سے چند قطرے اس کے منہ میں ٹپکائے۔۔ ٹونی جلد ہی ہوش میں آگیا۔ اس کے چہرے پر جا بجا خون رس رہا تھا۔

وہ کراہتا ہوا اٹھا اور پھر اس نے ویٹر کے ہاتھ سے جھپٹ کر برانڈی کی بوتل لی اور منہ سے لگالی۔

اس وقت تک اس نے بوتل کو منہ سے علیحدہ نہ کیا جب تک اس سے نکلنے والا آخری قطرہ تک اس کے حلق میں نہ چلا گیا۔ بوتل اس نے فرش پر دے ماری اور پھر بازو سے منہ پونچھ کر وہ عمران کیطرف دیکھنے لگا جو بری معصومیت سے کاونٹر پر کہنی ٹیکے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

ٹونی قدم بہ قدم عمران کیطرف بڑھنے لگا۔

ہال میں موجود تمام غنڈوں کے دل اس کے ہر قدم پر تیزی سے دھڑک رہے تھے

عمران بلا حس و حرکت بت بنا کھڑا تھا۔ قریب پہنچ کر ٹونی ایک لمحے کے لئے رکا۔

"تم بہت بہادر ہو جیگر۔۔۔ ورنہ آج تک لڑائی میں ٹونی کو کوئی ہاتھ نہین لگا سکا۔ میں بہادروں کی عزت کرتا ہوں۔۔ کیا تم میری دوستی قبول کروگے؟" ٹونی نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد نرمی تھی۔

"میری تم سے لڑائی ہی کب ہوئی ہے مسٹر ٹونی۔۔۔ اس معمولی سی اچھل کود کو میں لڑائی میں شمار نہیں کرتا۔"

عمران نے لاپرواہی سے کہا اور ٹونی شرمندگی سے ہنس پڑا۔

"تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ مجھے تمہاری دوستی پر فخر ہے۔" ٹونی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ آفس چلو۔۔ میں تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

اس نے اپنے مخصوص کمرے کیطرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"چلو۔" عمران نے جواب دیا اور پھر ٹونی اور عمران آگے پیچھے چلتے ہوئے آفس میں داخل ہوئے اور ہال میں عمران کی بہادری، بے جگری اور لڑائی کے فن میں ماہریت کے متعلق تیز سرگوشیاں بکھر گئیں۔

"بیٹھو!۔" ٹونی نے بری سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھتے ہوئے ایک کرسی کیطرف اشارہ کیا۔

عمران کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا پیو گے؟" ٹونی نے دوستانہ لہجے میں پوچھا۔

"سادہ پانی۔" عمران نے معصومیت سے جواب دیا۔

"نہیں۔ ٹونی اب اتنا گیا گزرا بھی نہیں کہ اپنے دوستوں کو سادہ پانی ہی پلائے۔"

"بولو۔۔۔ کونسی شراب پیئو گے۔۔۔ اس کمرے میں دنیا کی نایاب شرابوں کا ذخیرہ ہے۔ تم نام لو۔۔ میں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تمہیں وہی شراب پلاؤں گا۔ "ٹونی نے بڑے فخر سے کہا۔

"چلو چائے پلوادو۔ "عمران نے اس کی باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ تم شراب کیوں نہیں پیتے۔ "اس بار ٹونی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ڈیڈی مارتے ہیں۔۔ وہ کہتے ہیں اچھے بچے شراب نہیں پیا کرتے۔ "عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

اور ٹونی حیرت زدہ نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے عمران کی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔۔۔ اور پھر وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"خوب۔۔۔ خوب۔۔۔ تمہارا جواب نہیں۔"

"میرا سوال ہی کب ہے جو جواب ہو۔"

عمران نے جواب دیا اور ٹونی کا قہقہہ چھتوں کو اڑانے لگا وہ ہنستے ہنستے بے حال ہو رہا تھا۔

چند لمحوں بعد جب اس کی حالت سنبھلی تو اس نے کال بیل دبائی۔ دوسرے لمحے ایک ویٹر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"دو کپ چائے لاؤ۔۔ آج میں بھی اپنے دوست کے ساتھ چائے پیوں گا۔"

ٹونی نے غراتے ہوئے ویٹر سے کہا اور ویٹر چائے کا نام سن کر گھبرا گیا۔ شاید اس اڈے میں آج تک چائے طلب ہی نہین کی گئی تھی۔

"مم۔۔۔ مگر باس چائے؟" ویٹر بوکھلا گیا۔

"بنا کر لاؤ۔۔ جلدی۔ "ٹونی نے اسے ڈانٹ دیا اور وہ الٹے پاؤں کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہاں دوست۔۔۔ اب تم اپنا مکمل تعارف کرواؤ۔ "ٹونی نے میز پر کہنیاں ٹیکتے ہوئے کہا۔

"تعارف کیا کراؤں۔ بس اتنا سن لو کہ میرا نام جیگر ہے۔ دارالحکومت سے چھ سو میل دور ایک شہر میں رہتا

ہوں۔۔ آیا تو یہاں سیر کرنے کے لئے تھا مگر اب مستقل رہنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ "عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کس کے گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟ "ٹونی کی آنکھوں مین بے پناہ چمک تھی۔

"گروہ۔۔ گروہ سے تمہارا کیا مطلب۔۔ اگر اس سے مطلب کی کی ملازمت ہو تو یہ خیال دل سے نکلا دو۔۔ جیگر آزاد ہے۔۔ اور ہمیشہ آزاد رہا ہے۔۔ میں خود اکیلا ایک گروہ ہوں۔ "عمران نے اس پر مزید رعب جھاڑا۔

"اچھا۔۔۔ چلو مان لیا۔۔ کیا تم میرے ساتھ بن جاؤ گے۔۔ ملازم نہیں بلکہ ساتھی کہہ رہا ہوں۔ "ٹونی نے پوچھا۔

"تم خود گروہ کے سرغنہ ہو یا تمہارا بھی کوئی باس ہے۔ "عمران نے جواب دینے کی بجائے سوال کر ڈالا۔

"میرا اپنا گروہ ہے۔۔ میں بھی باس پالنے کا عادی نہیں ہوں۔"

ٹونی نے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا کام کرتے ہو؟"

عمران نے ایک اور سوال کیا۔

"ہر قسم کا کام۔۔ جو بھی مل جائے یا ہاتھ لگ جائے۔"

"مثلاً۔ "عمران نے پوچھا۔

"مثلاً قتل، ڈاکے، سمگلنگ، بلیک میلنگ وغیرہ وغیرہ۔"

ٹونی نے جواب دیا۔

وہ شاید عمران سے بری طرح متاثر ہو گیا تھا تبھی تو اتنی تفصیل سے اسے سب بتلا رہا تھا۔

"نہیں یہ چھوٹے موٹے کام ہیں۔ یہ کام تو ہر غنڈہ کرتا ہے۔" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"پھر تمہارا کیا خیال ہے۔۔ کیا کرنا چاہتے ہو۔" ٹونی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کوئی بین الاقوامی قسم کا چکر ہو تو مزہ آئے۔ ان کاموں میں کیا رکھا ہے۔"

عمران نے حقارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اگر تم میرے ساتھ مل جاؤ۔۔ تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔"

ٹونی نے سرگوشی میں جواب دیا اس کا لہجہ پراسراریت لئے ہوئے تھا۔

"کوئی کام ہے نظر میں؟"

عمران نے بھی دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں مگر پہلے تم ساتھ ملنے کا وعدہ کرو۔ تب بتلاؤں گا۔" ٹونی نے جواب دیا۔ اتنے میں ویٹر چائے لیکر آگیا۔

اس نے ٹرے میز پر رکھی اور خاموشی سے باہر جانے لگا۔

"سنو جب تک میں نہ کہوں کوئی اس کمرے کے نزدیک بھی نہ پھٹکے۔" ٹونی نے ویٹر سے کہا۔

اور ویٹر سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔ جاتے جاتے وہ دروازہ بند کر گیا تھا۔

ٹونی نے چائے بنائی اور پھر ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ کر دوسری اپنی سامنے کھسکالی۔

"پھر وعدہ کرتے ہو۔" ٹونی نے پوچھا۔

"پہلے یہ بتاؤ وعدہ کسطرح کیا جاتا ہے؟" عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

"کہو وعدہ کرتا ہوں۔" ٹونی نے اسے یوں سمجھایا۔ جیسے استاد بچوں کو سبق پڑھاتا ہے۔

"وعدہ کرتا ہوں۔" عمران نے طوطے کیطرح سبق رٹ دیا۔

"گڈ۔"

ٹونی نے کہا اور پھر چائے کی چسکیاں لینے لگا۔

اسے شاید عمران پر اندھا دھند اعتماد ہو گیا تھا۔ ویسے بھی غنڈوں کی فطرت ہے کہ وہ جس سے متاثر ہو جائیں اس پر اندھا دھند اعتماد کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان میں منافقت نہیں ہوتی وہ انتہائی صاف دل ہوتے ہیں۔ یہ ان کی فطرت ہوتی ہے۔

"سنو۔۔ آجکل ہمارے ملک میں ایک غیر ملکی جاسوسوں کی ٹیم آئی ہوئی ہے۔ وہ یہاں کوئی کام کرنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے انہیں بے جگر اور بااعتماد لوگوں کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مجھ سے فون کی بات کی ہے مگر ابھی تک میں نے انہین کوئی جواب نہین دیا۔" ٹونی نے سرگوشی کے سے انداز میں عمران کو بتلایا۔

عمران بے اختیار چونک پڑا۔

اس کے تو ذہن میں بھی نہیں تھا کہ معاملہ یہاں تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ وہ تو ویسے ہی ٹونی کو چڑانے کے لئے بات کر رہا تھا۔

اس کا خیال تھا زیادہ سے زیادہ ٹونی کسی انٹرنیشنل سمگلنگ ریکٹ کی بات کرے گا مگر ٹونی نے جو انکشاف کیا تھا وہ اس کے لئے انتہائی اہم تھا۔

"تم چونکے کیوں؟" ٹونی نے جو بغور اسے دیکھ رہا تھا قدرے مشکوک انداز میں پوچھا۔

"چونکا اس لئے کہ یہ کام میری مرضُی کے مطابق ہے۔ اس میں خاصہ دھول دھپا ہے۔" عمران نے اس سے مزید معلومات لینے کے لئے بات بنائی۔ اب وہ نہیں چاہتا تھا کہ ٹونی اس سے مشکوک ہو جائے۔

"دھول دھپے کے علاوہ رقم بھی ملتی ہے۔" ٹونی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن کام کی نوعیت کیا ہے۔۔۔ یہ بھی تو پتہ چلے؟" عمران نے سوال کیا۔

"جب ان سے ہاں کہیں گے تو وہ بتائیں گے۔۔۔ آج کسی بھی وقت ان کا فون آئے گا تو میں رضامندی ظاہر

کر دوں گا۔ پھر تفصیلات کا بھی علم ہو جائے گا۔"

ٹونی نے بتلایا۔

"اوکے۔۔اب مجھے اجازت دو۔۔ کل پھر ملاقات ہوگی۔ تو بات کر لیں گے۔" عمران نے اجازت چاہی۔

"ٹھیک ہے۔۔ مگر تمہاری رہائش کہاں ہے تاکہ اگر فوری ضرورت پڑے تو تمہیں اطلاع کر سکوں۔" ٹونی شاید اسک کی رہائش گاہ کے متعلق معلومات چاہتا تھا۔

"فی الحال تو جہاں جی چاہتا ہے۔۔رات گزار لیتا ہوں۔ جلد ہی کوئی مستقل بندوبست کر لوں گا۔" عمران نے اسے ٹالتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر میرے پاس رہ پڑو۔" ٹونی نے اسے آفر کی۔

"نہیں۔۔۔ فی الحال نہیں۔۔ بعد میں سوچوں گا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر ٹونی سے ہاتھ ملا کر باہر آ گیا۔

☆☆☆

یہ آفیسرز کالونی کی خاصی بڑی کالونی تھی۔

کوٹھی کے ارد گرد باقاعدہ ملٹری کی گارڈ گشت کر رہی تھی۔ چاروں طرف لگی ہوئی سرچ لائٹوں نے کوٹھی کے ایک ایک انچ کو روشن کر رکھا تھا۔ اندر کمپاؤنڈ میں خوفناک کتوں کا راج تھا۔

یہ کمانڈر انچیف ظفر آفریدی کی رہائش گاہ تھی اور یہ سب حفاظتی اقدامات تھے جو حکومت کیطرف سے کئے گئے تھے۔

رات کے دو بجے تھے۔

چاروں طرف پراسرار سکوت طاری تھی۔ ایسی خاموشی جس میں صرف گشت کرنے والے سپاہیوں کے بھاری بوٹوں کی آوازیں گونج پیدا کر رہی تھیں اچانک اس کوٹھی سے دوسیر کوٹھی کی پشتی دیوار سے ایک سایہ سا رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ کوٹھی ختم ہوتے ہی وہ زمین پر رینگنے لگا۔

اس کے جسم پر سیاہ لباس تھا اور کوٹھی کی دیواروں پر پڑنے والی تیز روشنی کی وجہ سے دیواروں کے پار کے ماحول میں گھمبیر تاریکی کا راج تھا۔ وہ رینگتا ہوا کوٹھی کیطرف بڑھنے لگا۔ جب وہ اس حد تک پہنچا جہاں روشنی اور تاریکی آپس میں گلے مل رہی تھیں تو وہ رک گیا۔

اس نے ایک لمحہ کے لئے بغور ادھر اُدھر دیکھا!

گشت کرنے والی پارٹیاں دو دو سپاہیوں پر مشتمل تھیں جو ہاتھوں میں برین گنیں اٹھائے ہوئے آ جا رہے تھے۔ سایہ نے محسوس کیا کہ دونوں پارٹیاں دیوار کے ایک کونے کو کراس کرتی ہیں تو ان کے درمیان پانچ منٹ کا وقفہ ہوتا ہے۔ پانچ منٹ کافی لمبا عرصہ ہے۔ اس نے اسی وقفے سے فائدہ اٹھانا چاہا پھر وہ رینگتا ہوا اس درخت کے قریب رک گیا جس پر سرچ لائٹ فٹ تھی۔

اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی مشین نکالی اور پھر اس میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بغیر کوئی آواز پیدا کئے اس میں سے ایک پتلی سی راڈ باہر نکلتی چلی گئی وہ بٹن کو مسلسل دبائے ہوئے تھا اور راڈ اونچی چلی جا رہی تھی۔

اس نے راڈ کو اس تار سے ٹکا دیا اور پھر سامنے دیکھنے لگا۔ جب ایک گشتی پارٹی نے وہ کونا عبور کیا اس نے مشین کا ایک دوسرا بٹن دبایا۔ ایک جھماکہ ہوا اور دوسرے ہی لمحے تمام سرچ لائٹیں بجھ گئیں۔ بجلی کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ لائیٹیں اچانک بجھتے ہی وہاں تاریکی چھا گئی۔ اتنی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔

اس نے مشین کا ایک اور بٹن دبا دیا اور وہ راڈ سرسراتی ہوئی برق جیسی تیزی سے واپس مشین میں سمٹتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے پورا ماحول زوردار سیٹیوں سے گونج اٹھا۔ شاید یہ خطرے اور ہوشیار رہنے کی سیٹیاں تھیں

جو سپاہی ایک دوسرے کو آگاہ کرنے کے لئے بجا رہے تھے۔

سایہ نے مشین جیب میں ڈالی اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا دیوار کے قریب پہنچتے ہی وہ بری طرح لہرایا اور پھر دوسرے لمحے وہ دیوار پر لگی ہوئی الیکٹرک تاروں میں الجھا ہوا تھا۔

بجلی کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تاریں اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی تھیں۔ پھر وہ ان سے الجھتا ہوا اندر کمپاؤنڈ میں گر گیا۔

ایک ہلکا سا دھماکا ہوا۔ اور پھر کمپاؤنڈ کتوں کی گرج دار آوازوں سے گونج اٹھی۔ کتوں نے اس کی بُو سونگھ لی تھی۔ وہ سب اس کیطرف لپکے، مگر وہ سیاہ پوش جس کی آنکھیں اندھیرے میں بھی بلی ہی کیطرح چمک رہی تھیں۔ زگ زیگ انداز میں بھاگتا ہوا عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ ایک کتے کا البتہ داؤ اس پر چل گیا۔

اس کی ٹانگ کتے کے منہ میں آئی مگر دوسرے لمحے کتا ایک بھیانک چیخ مارتا ہوا الٹ گیا۔ سیاہ پوش نے خنجر استعمال کیا تھا۔ چاروں طرف سیٹیوں اور کتوں کے شور نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ سیاہ پوش شاید کوٹھی کے محل وقوع سے اچھی طرح واقف تھا۔ کیونکہ کتے سے ٹانگ چھڑاتے ہی وہ ایک پائپ پر بندر کی طرح چڑھتا چلا گیا۔

کتے وہیں اکٹھے ہو کر بھونک رہے تھے پھر فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔

شاید سپاہیوں نے گھبرا کر فائرنگ شروع کر دی تھی مگر سیاہ پوش چھت پر پہنچ چکا تھا۔ کوٹھی کے اندر بھی ہلچل کی آوازیں آ رہی تھیں۔ شاید اندر بھی گھبراہٹ میں گھر کے افراد بھاگے پھر رہے تھے کسی کی سمجھ مین اصل چکر نہیں آ رہا تھا۔

سیاہ پوش چھت پر بھاگتا ہوا برآمدہ کی چھت پر پہنچ گیا جو اصل چھت سے تقریباً پانچ فٹ نیچے تھی۔ برآمدے میں اسے ایک روشن دان نظر آیا۔ جو کھلا ہوا تھا۔ سیاہ پوش نے پھرتی سے وہی مشین جیب سے نکالی اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔

ایک پتلی سی راڈ اس میں سے نکلی اور دوسرے لمحے روشن دان میں لگی ہوئی لوہے کی سلاخیں موم کیطرح پگھلتی چلی گئیں۔ وہ جسم کو سکیڑ کر روشندان کے اندر داخل ہو گیا۔

وہ چند لمحے روشن دان سے لٹکا ہوا اندر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اندازے سے چھلانگ لگا دی لیکن نیچے گرنے کی ہلکی سی آواز بھی نہ ابھری۔ یہ شاید اسٹور تھا کیونکہ اس کے پاؤں کسی نرم چیز سے ٹکرائے تھے اور پھر وہ لڑھکتا ہوا آگے چلا گیا لیکن اب بھی اس کا جسم کسی نرم اور گداز چیز پر رہا پھر اس نے اٹھ کر ہلکی سی چھلانگ لگائی اور اب وہ فرش پر کھڑا تھا۔ فرش پر رکتے ہی وہ تیزی سے دروازے کیطرف جھپٹا۔ اسی لمحے اچانک بجلی کی رو واپس آ گئی۔ شاید فیوز جوڑ دیا گیا تھا۔

سایہ جو دروازے سے باہر نکل رہا تھا ٹھٹھک کر واپس دروازے میں سمٹ گیا۔ راہداری کے دوسرے سرے پر دو ملٹری کے آدمی بھاگے ہوئے آ رہے تھے۔ سایہ واپس اندر چلا گیا۔ جب سپاہی آگے بڑھ گئے تو اس نے پھرتی سے دروازے سے چھلانگ لگائی اور پھر روشن راہداری میں بھاگتا چلا گیا۔

اچانک راہداری کے موڑ سے ایک آدمی اس سے ٹکرایا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی چیخ سے پوری کوٹھی گونج اٹھی۔ سایے نے اس کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیا تھا۔ خنجر وہیں چھوڑ کر وہ جھپٹ کر ایک دروازے کے قریب پہنچا اور پھر اسی لمحے دروازہ کھلا اور کمانڈر انچیف گھبرائے ہوئے باہر نکلے۔ شاید وہ دردناک اور طویل چیخ انہین باہر کھینچ لائی تھی۔

وہ دروازے سے نکل کر اس طرف بڑھے۔ جہاں ابھی تک وہ سپاہی پڑا تڑپ رہا تھا۔ انکے باہر نکلتے ہی وہ سایہ جھپٹ کر دروازے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیروں میں شاید کریپ سول کے جوتے تھے اس لئے اس کے چلنے سے ہلکی سی آواز بھی پیدا نہین ہوتی تھی۔ یہ کمرہ کمانڈر ان چیف صاحب کی خواب گاہ تھی۔

سایہ اندر داخل ہوتے ہی ان کے بستر کے نیچے سمٹ گیا۔ اب وہ وہاں پڑا طویل سانس لے رہا تھا جیسے میلوں لمبی دوڑ لگا کر آیا ہو اور واقعی یہ اس کی ہمت اور دلیری تھی کہ وہ ملٹری کے اتنے زبردست حصار کو توڑ کر یوں کمانڈر انچیف کی خوابگاہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

پوری کوٹھی میں مختلف لوگوں کے قدموں کی آوازیں آرہی تھیں اور وہ سیاہ پوش دم سادھے مسہری کے نیچے پڑا تھا۔

دوسرے لمحے اس نے کمانڈر انچیف کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ کمانڈر انچیف کے پیچھے ایک اور آدمی تھا۔

"کیپٹن یوسف۔۔۔ پوری کوٹھی چھان مارو۔۔ مجرم کوٹھی میں موجود ہے۔ کوٹھی کے گرد حصار باندھ لو۔۔۔ وہ جہاں کہیں بھی ہے اسی ہر حالت میں گرفتار کر کے لے آؤ۔" کمانڈر انچیف صاحب غصے سے چیخ رہے تھے۔

"سر، ساری کوٹھی کی مکمل تلاشی لی جارہی ہے۔۔۔ ابھی ملزم گرفتار ہو جائے گا۔" مخاطب جو سیکورٹی آفیسر تھا نے اٹنشن ہو کر جواب دیا اور پھر وہ دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

کمانڈر انچیف نے دروازہ بند کیا اور اس کی کنڈی چڑھا دی شاید اس خطرے کے پیش نظر کہ مجرم کہیں اندر نہ آجائے۔

پھر وہ کمرے میں ٹہلنے لگے۔

چند منٹ تک ٹہلنے کے بعد وہ بستر پر بیٹھ گئے ان کے بستر پر بیٹھتے ہی وہ سیاہ پوش مسہری کی دوسری طرف کھسکنے لگا۔

جلد ہی وہ مسہری کے نیچے سے نکل آیا۔

اب کمانڈر انچیف کی پشت اس کیطرف تھی۔ اس نے جیب سے ایک رومال نکالا اور دوسرے لمحے جھپٹ کر اس نے کمانڈر انچیف کی گردن پکڑ لی۔ رومال والا ہاتھ کمانڈر انچیف کی ناک پر مضبوطی سے جما ہوا تھا۔

ظفر آفریدی صاحب نے چند لمحے تک تو اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر پھر انکی حرکات بتدریج سست پڑتی چلی گئیں پھر وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔ رومال پر چھڑکا ہوا کلوروفارم اپنا کام کر چکا تھا۔

ان کے بے ہوش ہوتے ہی سیاہ پوش نے رومال واپس جیب میں ڈالا اور پھر ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی مگر پیچیدہ سی مشین نکالی۔ مشین کا بٹن دباتے ہی اس میں سے ایک تیز ترین مگر باریک شعاع نکلی۔ یہ سیر ریز پھینکنے والی مشین تھی۔۔ اس نے مشین ان کی بائیں آنکھ کے سامنے کی اور دوسرے ہاتھ سے وہ ان کی آنکھ کھولے ہوئے تھا۔ شعاع سیدھی ان کی باتیں آنکھ کی پتلی پر آرہی تھی۔

ایک لمحے بعد اس نے مشین کا بٹن بند کیا اور اسے ایک طرف رکھ دیا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی چمٹی نکالی اور دوسرے لمحے چمٹی کی نوک سے اس نے کمانڈر انچیف کی بائیں آنکھ کی پتلی اٹھا لی۔ سیر شعاعوں نے پتلی کو بری نفاست سے کاٹ دیا تھا۔ پتلی ایک طرف رکھ کر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور پھر شیشی کا ڈھکن کھول کر چمٹی سے اس میں سے ایک انسانی پتلی باہر کھینچی اور دوسرے لمحے چمٹی سے اس نے وہ پتلی انکھ کے اس خلا میں ٹکا دی جو ان کی اصل پتلی نکلنے سے بن گیا تھا۔

ایک لمحے بعد اس نے مشین بند کر کے جیب میں ڈالی۔ بستر پر پڑی ہوئی پتلی چمٹی سے اٹھا کر شیشی میں رکھی اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کیطرف بڑھا۔

کمانڈر انچیف بستر پر پڑے تھے۔ جدید ترین ایجاد سیر شعاع نے ان کی آنکھ کا آپریشن کر دیا تھا۔ ایک عجیب و غریب آپریشن جس میں شاید دو یا تین منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے نہ ہی خون بہا اور نہ ہی آپریشن روم کی

ضرورت پڑی۔

سیاہ پوش نے دروازہ کھولا۔۔۔ اور پھر ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ راہداری میں نکل آیا۔

راہداری کی دیوار سے ہوتا ہوا ہو جیسے ہی موڑ پر آیا ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ سامنے سے دو آدمی ہاتھ میں برین گنیں اٹھائے آرہے تھے وہ جھپٹ کر پیچھے مڑا اور پھر دیوار کیساتھ ہی لگ کر پیچھے ہٹنے لگا۔

اچانک پچھلے موڑ سے بھی دو آدمی ہاتھوں میں برین گنیں اٹھائے آتے نظر آئے اب سیاہ پوش پھنس چکا تھا۔

اس نے پھرتی سے جیب سے ایک دستی بم نکالا اور پلک جھپکنے میں وہ اس کی پن کھینچ کر پیچھے آنے والوں پر پھینک چکا تھا۔ جب بم اس کے ہاتھ سے نکل کر ان کیطرف پہنچا اس وقت شاید انہوں نے اسے دیکھ لیا۔

کیونکہ وہ برین گنیں سیدھی ہی کر رہے تھے کہ بم پھٹ گیا اور پھر ایک زوردار دھماکے سے ان آدمیوں سمیت راہداری کے بھی پرخچے اڑ گئے۔

پھر وہ تیزی سے آگے بھاگا اور سامنے آنے والے آدمیوں سے ٹکرا گیا۔ پھر وہاں بھی ایک بم پھٹ گیا۔ بم شاید اس نے ہاتھ میں لے رکھا تھا اور پن کھینچ کر انگوٹھا لیور پر رکھا ہوا تھا۔

شدید دھماکہ ہوا۔

سیاہ پوش بھی لڑکھڑایا لیکن پھر اچھلتا ہوا آگے بڑھا۔ جلدی ہی وہ اس کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا جس کے روشندان سے وہ اندر داخ ہوا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کیا پھر اس نے جھک کر جیب سے وہی فیوز اڑ آنے والی مشین نکالی تھی کہ ایک زوردار آؤاز وہاں گونج اٹھی۔

"ہینڈز اپ۔ خبردار اگر حرکت کی۔"

یہ آواز روشن دان سے آئی تھی۔ جہاں شاید سیکورٹی آفیسر نے مستقل ایک آدمی کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی اور یہی

اس آپریشن کے دوران اس کی واحد غلطی تھی کہ وہ دوبارہ اسی کمرے میں آگیا تھا جہاں وہ ایک بار پہلے بھی ہو گیا تھا۔ سیکورٹی آفیسر نے صحیح اندازہ لگایا تھا کہ مجرم بھاگتے وقت وہیں آئے گا۔

آواز سنتے ہی سیاہ پوش پھرتی سے بڑھا اور اس نے وہ مشین ہی اس روشن دان کیطرف اچھال دی مگر سپاہی کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی برین گن چل پڑی۔ گولیوں کی ایک بوچھاڑ نے سیاہ پوش کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

ادھر مشین کے دیوار سے ٹکراتے ہی ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور کمرے کے پرخچے اڑ گئے۔

مردہ سیاہ پوش ملبے کے نیچے دب چکا تھا اور ملبے کے اوپر اس سپاہی کے جس نے اس پر گولیاں چلائی تھیں ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔

☆☆☆☆

کمانڈر انچیف کی سفارش پر کیس سیکرٹ سروس کے حوالے کیا جا چکا تھا اس وقت رات کے تازہ ترین واقعے پر اعلیٰ آفیسران کی میٹنگ ہو رہی تھی، عمران اور صفدر ایکسٹو کے نمائندوں کی حیثیت سے اس میٹنگ میں موجود تھے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اے، کمانڈر انچیف خود اور سر سلطان اس میٹنگ میں شامل تھے۔۔۔ کمانڈر انچیف نے رات کے واقعات دہرائے کرنل اے نے اپنی تحقیقات کی رپورٹ پیش کی۔

ان کی رپورٹ کے مطابق مجرم کی لاش میں سینکڑوں سوراخ تھے۔ مجرم غیر ملکی تھا۔ مجرم کی لاش کا مسخ شدہ فوٹو بھی میٹنگ میں دکھایا گیا پھر وہ مشین بھی شکستہ حالت میں پیش کی گئی جو سیاہ پوش کی جیب سے نکلی تھی۔

مشین اس حد تک ٹوٹ پھوٹ چکی تھی کہ اس کی ماہیت کا اندازہ لگانا ناممکن ہی تھا۔

عمران خاموشی سے بیٹھا سب باتیں سن رہا تھا۔۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ رپورٹ ختم ہونے کے بعد تمام ممبران گہری سوچوں میں گم ہو گئے۔ کسی کی سمجھ میں نہین آرہا تھا کہ اصل چکر کیا ہے۔

پھر سر سلطان نے سکوت کو توڑا۔

"ظفر صاحب۔۔۔ بے ہوش ہونے کے بعد جب آپ ہوش میں آئے تو کیا آپ اپنے اندر کوئی تبدیلی محسوس کر رہے تھے۔"

"قطعی نہیں۔"

ظفر آفریدی صاحب نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو پھر مجرم کا آخر مقصد کیا تھا وہ اتنی دلیری اور ذہانت سے ملٹری کا حصار توڑ کر آپ کی خواب گاہ میں پہنچا۔ اس نے آپ کو کلوروفارم سنگھا کر بے ہوش کیا۔ اس کے پاس نامعلوم مشین بھی تھی اور پھر وہ آپ کو بے ہوش چھوڑ کر واپس جاتے ہوئے مارا گیا۔ تو اس ساری کاروائی سے اس کا مقصد کیا تھا اس نے آپ کو بے ہوش کر کے کیا کیا۔۔ وہ چاہتا کیا تھا۔ اس کی واپسی سے تو ظاہر ہوتا ہے۔۔۔ کہ وہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا۔۔ وہ کر کے واپس جا رہا تھا۔"

سر سلطان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہی۔" ظفر صاحب بولے ان کی آنکھوں سے حیرت بھی ٹپک رہی تھی۔

"آپ شادی شدہ ہیں۔"

عمران نے اچانک سوال کیا۔۔۔ اور تمام لوگ یوں چونک پڑے جیسے عمران نے سوال نہیں کیا کوئی بم پھینک مارا ہے۔

"جی ہاں۔۔۔ مگر آپ کا اس سوال سے کیا مقصد ہے۔"

کمانڈر انچیف کے جواب میں حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے تلخی کی

آمیزش بھی تھی۔

"ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔۔۔ میں نے سوچا شاید آپ کنوارے ہیں تو میری نظر میں ایک بڑا اچھا رشتہ تھا۔" عمران نے معصومیت سے جواب دیا۔

اور کمانڈر انچیف کا چہرہ غصے اور خجالت کے امتزاج سے سرخ ہو گیا۔ آج سے پہلے کسی نے بھری محفل میں ان سے اس قسم کا مذاق کرنے کی جرات نہیں کی تھی۔

کرنل اے اور دیگر آفیسران بھی حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ اتنی سنجیدہ محفل میں اس قسم کا مذاق بے حد عجیب سی بات تھی۔

"شٹ اپ۔۔ تمہیں بات کرنے کی تمیز نہیں۔"

کمانڈر انچیف دہاڑے۔

"مجھے انگریزی نہیں آتی۔۔۔ اس لئے برائے مہربانی شٹ اپ کا ترجمہ کر دیجئے۔ تاکہ میں آپ کا مطلب سمجھ جاؤں۔" عمران نے یوں جواب دیا جیسے واقعی وہ اس کا مطلب نہ سمجھتا ہو۔

"عمران صاحب سنجیدگی اختیار کیجئے یہاں بڑا اہم مسئلہ زیر بحث ہے۔" صفدر نے عمران کو لقمہ دیا۔ وہ خود بھی عمران کے اس بے موقع مذاق پر گھبرا گیا تھا۔ سر سلطان بھی فہمائشی نظروں سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"بہتر بھئی۔ اگر آپ لوگ ناراض ہوتے ہیں تو پھر میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں تو کمانڈر انچیف صاحب پھر کیا ہوا؟"

عمران نے یوں جواب دیا جیسے کوئی کہانی سن رہا ہو۔

"سر سلطان صاحب۔ ۔ ۔ ایکسٹو نے کیسے گدھے پال رکھے ہیں جنہیں بات کرنے کی تمیز نہیں۔ "

کمانڈر انچیف کا غصہ اپنے پورے عروج پر تھا۔

"اس کا گدھوں کی پرورش پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ ہے۔ "

عمران جواب دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

کمانڈر انچیف صاحب غصے کے مارے کانپنے لگے۔

"سر سلطان صاحب! اسے باہر نکالو ورنہ میں جاتا ہوں۔ "وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھئے بیٹھئے زیادہ غصہ نہ کیجئے۔ یہ جذبات میں آنے کا وقت نہیں اور عمران صاحب آپ بھی وقت کی نزاکت کو سمجھئے اور سنجیدگی اختیار کیجئے۔ "

سرسلطان نے بیچ بچاؤ کرانے کے لئے کہا۔ عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ کمانڈر انچیف بھی بیٹھ گئے۔ ویسے اب تک غصے کی شد سے انکا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

"جناب کمانڈر انچیف صاحب۔ ۔ ۔ آپ ناراض نہ ہوں، دراصل میرا آپ کر غصہ دلانے کا مقصد صرف یہ دیکھنا تھا کہ آپ کے چہرے پر میک اپ تو نہیں اور آپ واقعی اصلی ظفر آفریدی ہیں۔ کیونکہ ہوسکتا تھا کہ مجرم کا مقصد آپ کو قید کرکے یا قتل کرکے آپ کا

روپ دھارنا ہو۔ اس کی تصدیق کرنی تھی اس لئے آپ کو غصہ دلایا۔ اب آپ کے چہرے پر غصے سے ابھرنے والے تاثرات نے بتلا دیا ہے کہ آپ اصلی کمانڈر انچیف ہیں۔ "

عمران کے وضاحت کی۔

اور کمانڈر انچیف سمیت باقی تمام ممبران عمران کی ذہانت پر عش عش کر اٹھے۔ سر سلطان کی نظروں میں تحسین کے اثرات تھے۔ کمانڈر انچیف صاحب کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

"کمال ہے آپ نے کیا نفسیاتی چکر چلایا ہے۔ ۔ ویسے ہی پوچھ لینا تھا۔ "

"اگر ویسے پوچھتا اور آپ اصلی کمانڈر انچیف نہ ہوتے تو معاملہ مشکوک ہوجاتا۔ "عمران نے مزید وضاحت کردی، اور سب لوگ خاموش ہوگئے۔ کرنل اسے بڑی تحسین آمیز نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ ادھر نہ جانے عمران کی قابلیت پر صفدر کو کیوں خوشی ہورہی تھی۔ ۔ ۔ شاید ساتھی ہونے کی بنا پر۔

"آپ نے تصدیق تو کرلی۔ ۔ اب اصل مسئلے کے متعلق کیا خیال ہے؟ "

کمانڈر انچیف نے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔ ۔ شاید وہ عمران سے شدید متاثر ہوچکا تھا۔

"میرا تو خیال ہے۔ ۔ ۔ مجرم نے آپ کو بے ہوش کرنی کی خاطر جان کی بازی لگا دی۔ ۔ ۔ کیونکہ بہرحال کسی ملک کے کمانڈر انچیف کو بے ہوش کرنا بھی ایک قابل فخر بات اور کارنامہ ہے۔ "عمران کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا۔

اب کمانڈر انچیف کیا جواب دیتے۔ خاموش ہورہے۔

"اگر یہ مشین صحیح حالت میں مل جاتی تو اس مسئلے کا کوئی سراغ ضرور مل جاتا۔" کرنل اے نے کہا۔

"ہاں یہ صحیح ہے مگر اب۔" ایک اور ممبر نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے۔۔ عمران صاحب کوٹھی پر جاکر مزید تحقیقات کریں تو ہوسکتا ہے کوئی کلیو مل جائے۔" سرسلطان نے رائے پیش کی۔

"میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ کرنل اے وہاں خاصی تحقیقات کرچکے ہیں۔" ایک ممبر نے کہا۔

"کمانڈر انچیف صاحب۔ کیا آپ کو ٹھیک نظر نہین آتا۔"

عمران نے اچانک ایک اور سوال کیا۔۔ اور سب ایک بار پھر اس کے سوال پر چونک پڑے۔

"کیوں۔۔ کیا ابھی آپ کا شک دور نہیں ہوا۔ جو آپ ایک بار پھر مجھے غصہ دلانے کی کوشش کررہے ہیں۔" کمانڈر انچیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس میں غصہ دلانے والی کونسی بات ہے۔ آپ کہہ دیجئے، ہاں معاملہ ختم یا کہیے نہیں تو معاملہ بالکل ہی ختم۔" عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

اور کمانڈر انچیف صاحب مسکرا کر خاموش ہوگئے۔ اب بھلا وہ اس لغو سوال کا کیا جواب دیتے۔

"آپ نے بتلایا نہیں ظفر صاحب۔" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر آپ چاہتے کیا ہیں صاف صاف بات کریں۔ مفت میں وقت ضائع کررہے ہیں۔" ظفر صاحب کو دوبارہ غصہ آنے لگا۔

"میں جو پوچھ رہا ہوں۔۔ آپ اس کا جواب دیں۔" عمران کے لہجے میں تلخی آگئی۔

"ہاں ٹھیک نظر آتا ہے۔"

کمانڈر انچیف صاحب جھنجلا گئے۔

"آنکھ میں آپ ہوش میں آنے کے بعد کوئی تبدیلی تو محسوس نہیں کررہے؟"

عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"نہیں قطعی نہیں۔"

اس بار ظفر صاحب نے سنجیدگی سے جواب دیا اور اس بار باقی ممبران بھی چوچنک پڑے۔

"آپ کی دونوں آنکھوں میں فرق ہے۔ کیا پہلے ہی ایسا تھا۔" عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"فرق کیا مطلب۔۔ میں سمجھا نہیں۔" ظفر صاحب نے شدید حیران ہوکر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ آپ کی بائیں آنکھ کی پتلی کا رنگ نیلا ہے جبکہ دائیں پتلی کا رنگ سیاہ ہے۔"

"کیا آپ مذاق اڑا رہے ہیں۔"

کمانڈر انچیف کو غصہ آگیا۔ مگر باقی لوگ چونک کر انکی آنکھوں کو بغور دیکھنے لگے۔ پھر کرنل اسے چونک کر اٹھے اور وہ کمانڈر انچیف کے قریب پہنچ گئے۔ کمانڈر انچیف چونک کر بوکھلا گئے۔

"ایک منٹ۔۔۔ آنکھ دکھایئے سر۔"انہوں ن ے کہا اور پھر بغور ان کی آنکھ دیکھنے لگے پھر وہ سرہلاتے ہوئے واپس اپنی سیٹ پر آگئے۔

"آنکھیں دکھانا محاورہ ہے جناب کرنل اے صاحب۔"عمران نے ہانک لگائی۔ مگر کرنے اے کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔

سب ممبرز حیران زدہ تھے اور کمانڈر انچیف بوکھلا کر باری باری سب کی شکلیں دیکھ رہے تھے۔

"واقعی عجیب بات ہے۔ آپ کی بائیں آنکھ کی پتلی کا رنگ نیلا ہے۔"کرنل اے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔ "

کمانڈر انچیف اب مزید سسپنس برداشت نہیں کرسکے۔

"لیکن اگر ہے بھی سہی تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"سر سلطان نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"فرق تو بہت ہے۔ آپ کو نیلے اور سیاہ رنگ میں فرق بھی محسوس نہیں ہورہا۔"عمران نے معصومیت سے جواب دیا اور سر سلطان خاموش ہوگئے۔

چند لمحے خاموشی طاری رہی پھر عمران نے ہی سکوت توڑا تھا۔

"میرا خیال ہے ظفر صاحب کو بے ہوش کرنے کے بعد مجرم نے انکی آنکھ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے۔"""

عمران نے خیال پیش کیا۔

"مگر اس سے مقصد۔"کرنل اے نے پوچھا۔

"جب فرق نظر آگیا ہے تو مقصد بھی آہستہ آہستہ سمجھ میں آجائے گا۔"عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے اب میٹنگ برخاست کی جائے۔"سر سلطان نے جب کوئی واضح نتیجہ نکلتے نہ دیکھا تو کہا۔

"میری ایک تجویز ہے اگر ظفر صاحب برا نہ منائیں۔ آپ جتنی جلدی ہوسکے کسی ماہر چشم سے آنکھ کا معائنہ کرائیں اور رپورٹ ایکسٹو کو بھجوا دیں۔"

عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر۔"

ظفر آفریدی صاحب جو انکشاف پر ذہنی طور پر الجھ گئے تھے جواب دیا وار پھر میٹنگ برخاست کردی گئی۔

☆☆☆

دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو معمولی قسم کے سازو سامان سے سجایا گیا تھا۔ کمرے کے درمیان ایک چھوٹی سی میز کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر مگر قوی الجثہ آدمی بیٹھا ہوا دروازے کیطرف دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

کمرے کے درمیان میں لٹکا ہوا ایک بڑا بلب کافی تیز روشنی پھینک رہا تھا۔

"گڈ مارننگ باس۔ "اندر آنے والے کا چہرہ خوشی سے سرخ ہورہا تھا۔

"رپورٹ۔ "کمرے میں موجود باس نے پروقار لہجے میں کہا۔

"سر۔۔ نمبر ٹو سیکورٹی پولیس کا حصار توڑ کر بڑی دلیری سے کوٹھی میں داخل ہوا۔ وہ کمانڈر انچیف کی خوابگاہ تک پہنچنے میں بھی کامیاب ہوگیا پھراسنے کمانڈر انچیف کو بے ہوش کرکے "بلیو آئی" فٹ کردی مگر واپسی میں مارا گیا۔ "نوجوان نے تفصیلی رپورٹ دہرا دی۔

"اوہ کیا۔ مشین اور مشین نمبر سکس حکومت کے ہاتھ لگ گئیں۔ "باس نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"نو سر۔ مشین نمبر سکس اس نے آخری لمحے دیوار سے کھینچ ماری جس سے وہ کمرہ تباہ ہوگیا۔ کمرے کا ملبہ اس پر گرنے سے سیر مشین بھی ٹوٹ پھوٹ کر ناقابل شناخت ہوگئی۔"

نوجوان نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔۔۔ اچھا کیا بلیو آئی کام کررہی ہے۔ "باس نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔۔ بلیو آئی بڑی کامیابی سے کام کررہی ہے۔"

"چلو میں خود اس کی کاروائی دیکھنا چاہتا ہوں۔"

باس کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ نوجوان اور باس ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے وہ ایک چھوٹے کمرے میں آئے۔ نوجوان نے آگے بڑھ کر دیوار کے ساتھ لگی ہوئی الماری کو مخصوص انداز میں دھکیلا تو الماری ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک دروازہ تھا جس سے نیچے سیڑھیاں جارہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک کافی بڑے ہال میں پہنچ گئے۔

یہ ہال کوئی سائنسی لیبارٹری معلوم ہورہا تھا کیونکہ اس ہال کی دیواروں کے ساتھ مشینیں فٹ تھیں اور مشینوں پر بڑی بڑی سکرینیں لگی ہوئی تھیں۔ وہاں تین چار آدمی مختلف

مشینوں کے سامنے بیٹھے انہیں آپریٹ کررہے تھے۔ باس تیزی سے چلتا ہوا ایک مشین کے قریب رک گیا۔ اس مشین کے اوپر لگی ہوئی بری سکرین پر ایک برآمدے کا منظر تھا۔ منظر تبدیل ہوتا جارہا تھا۔ پھر پورچ نظر آیا۔ دیگر لوگ بھی وہاں نظر آئے۔

"میرے خیال میں کوئی تحقیقات ہورہی ہیں۔ "باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔۔۔ ملٹری انٹیلی جنس تحقیقات کررہی ہے۔ "پاس کھڑے ہوئے نوجوان نے جواب دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے منظر بدلتے رہے۔

باس چند لمحے تک دیکھتا رہا پھر واپس مڑ گیا۔

"اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے فورا رپورٹ کرنا۔ "اس نے جاتے جاتے حکم دیا۔

"بہتر جناب۔۔ "نوجوان شاید وہاں سپروائزری کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ جواب دیا۔

باس سیڑھیاں چڑھ کر دوبارہ کمرے میں پہنچا اور پھر وہاں سے مختلف کمروں سے ہوتا ہوا واپس اپنے مخصوص کمرے میں آگیا۔ کمرے میں پہنچتے ہی اس نے دروازہ بند کیا اور پھر ایک الماری سے چھوٹی سی ٹرانسمیٹر مشین نکال کر میز پر رکھ لی۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہی اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ پھر مشین کیساتھ لگا ہوا ایک ہیڈ فون اٹھا کر کانوں پر چڑھا لیا

پھر اس نے ایک بٹن دبایا آواز تیز ہوگئی اور مشین پر لگے ہوئے ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرنے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر سپیکنگ۔ "اوور۔

دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہیلو نمبر ون۔ آن دی لائن باس سے رابطہ ملواؤ۔ "اوور

"ون منٹ ہولڈ آن۔ "اوور

دوسری طرف شاید کوئی آپریٹر تھا۔ چند لمحے بعد کوئی کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو باس سپیکنگ اوور۔ "

"باس میں نمبر ون بول رہا ہوں۔۔۔ اوور۔ "نمبر ون نے جواب دیا۔

"رپورٹ نمبر ون۔ اوور۔ "دوسری طرف سے باس نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔ "باس ٹاپ پوائنٹ بلیو آئی فٹ کردی گئی ہے۔ اوور۔ "

نمبر ون نے قدرے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ نیوز۔۔ بلیو آئی کام ٹھیک کررہی ہے اوور۔ "دوسری طرف سے باس کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔۔۔ بالکل ٹھیک کام کررہی ہے۔۔ اوور۔ "

"کسی کو شک تو نہیں ہوا۔۔ اوور۔ "باس نے پوچھا۔

"نو سر۔۔ اوور۔ "نمبر ون نے جواب دیا۔

"گڈ ٹاپ پوائنٹ تھری پر جانے کا کب پروگرام ہے۔ اوور۔" باس نے سوال کیا۔

"کل جانے کا پروگرام ہے جناب۔۔۔ اوور۔" نمبر ون نے جواب دیا۔

"گڈ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کل ہی آپریشن تھری کی تفصیلات مل جائیں گی۔۔۔ اوور۔" باس کے لہجے میں بے انتہا مسرت تھی۔

"یس سر۔۔ امید تو ہے۔۔۔ اوور۔" نمبر ون نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔۔ تفصیلات ملتے ہی مجھے رپورٹ دینا۔۔ اوور۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر۔"

ظفر آفریدی صاحب نے جو انکشاف پر ذہنی طور پر الجھ گئے تھے جواب دیا اور پھر میٹنگ برخاست کر دی گئی۔

دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو معمولی قسم کے ساز و سامان سے سجایا گیا تھا۔ کمرے کے درمیان ایک چھوٹی سی میز کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جن میں سے ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر مگر قویٰ الجثہ آدمی بیٹھا ہوا۔ دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی آنکھ میں تیز چمک تھی۔

کمرے کے درمیان میں لٹکا ہوا ایک بڑا بلب کافی تیز روشنی پھینک رہا تھا۔

"گڈ مارننگ باس۔" اندر آنے والے کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو رہا تھا۔

"رپورٹ" کمرے میں موجود باس نے پر وقار لہجے میں کہا۔

"سر۔۔۔ نمبر ٹو سیکورٹی پولیس کا حصار توڑ کر بڑی دلیری سے کوٹھی میں داخل ہوا۔ وہ کمانڈر انچیف کی خواب گاہ تک پہنچنے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا۔

پھر اس نے کمانڈر انچیف کو بے ہوش کر کے "بلیو آئی" فٹ کر دی مگر واپسی میں وہ مارا گیا"۔ نوجوان نے تفصیلی رپورٹ دہرا دی۔

"اوہ کیا۔ سیر مشین اور مشین نمبر سکس حکومت کے ہاتھ لگ گئیں۔ باس نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

نو سر۔۔۔ مشین نمبر سکس اس نے آخری لمحے دیوار سے کھینچ ماری جس سے وہ کمرہ تباہ ہو گیا۔ کمرے کا ملبہ اس پر گرنے سے سیر مشین بھی ٹوٹ پھوٹ کر نا قابل شناخت ہو گئی۔

نوجوان نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔۔۔ اچھا کیا بلیو آئی کام کر رہی ہے۔" باس نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔۔۔ بلیو آئی بڑی کامیابی سے کام کر رہی ہے۔"

"چلو۔۔۔ میں خود اس کارکردگی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

باس کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ نوجوان اور باس ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے وہ ایک چھوٹے کمرے میں آئے۔ نوجوان نے آگے بڑھ کر دیوار کے ساتھ لگی ہوئی الماری کو مخصوص انداز میں دھکیلا تو الماری ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک دروازہ تھا۔ جس سے نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک کافی بڑے ہال پہنچ گئے۔

یہ ہال کوئی سائنسی لیبارٹری معلوم ہو رہا تھا کیونکہ اس ہال کی دیواروں کے ساتھ مشینیں فٹ تھیں اور مشینوں پر بڑی بڑی سکرینیں لگی ہوئی تھیں۔ وہاں تین چار آدمی مختلف مشینوں کے سامنے بیٹھے انہیں آپریٹ کر رہے تھے۔ باس تیزی سے چلتا ہوا ایک مشین کے قریب رک گیا۔ اس مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین پر ایک برآمدے کا منظر تھا۔ منظر تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔ پھر پورچ نظر آیا۔ دیگر لوگ بھی وہاں نظر آئے۔

"میرے خیال میں کوئی تحقیقات ہو رہی ہے۔۔۔ باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔"

"جی ہاں۔۔۔ ملٹری انٹیلی جینس تحقیقات کر رہی ہے۔" پاس کھڑے ہوتے ہوئے نوجوان نے جواب دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے منظر بدلتے رہے۔

باس چند لمحے تک دیکھتا رہا۔۔۔ پھر واپس مڑ گیا۔

اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے فوراً رپورٹ کرنا۔۔۔ اس نے جاتے جاتے حکم دیا۔

"بہتر جناب۔۔۔ نوجوان نے جو شاید وہاں سپروائزری کے فرائض سرانجام دے رہا تھا جواب دیا۔

باس سیڑھیاں چڑھ کر دوبارہ کمرے میں پہنچا اور پھر وہاں سے مختلف کمروں سے ہوتا ہوا واپس اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں پہنچتے ہی اس نے دروازہ بند کیا اور پھر ایک الماری سے چھوٹی سی ٹرانسمیٹر مشین نکال کر میز پر رکھ لی۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہی اس میں زوں زوں کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک ہیڈ فون اٹھا کر کانوں پر چڑھا لیا۔

پھر اس نے ایک بٹن دبایا آواز تیز ہو گئی اور مشین پر لگے ہوئے ڈائل پر سرخ کی سوئی حرکت کرنے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر سپیکنگ۔" اوور

دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہیلو نمبر ون۔ آن دی لائن باس سے رابطہ ملواؤ۔ اوور

"ون منٹ ہولڈ آن"۔۔۔ اوور،

دوسری طرف شاید کوئی آپریٹر تھا۔۔۔ چند لمحے بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو باس سپیکنگ اوور۔"

"باس میں نمبر ون بول رہا ہوں۔۔۔ اوور۔" نمبر ون نے جواب دیا۔

"رپورٹ نمبر ون۔۔۔ اوور"۔۔ دوسری طرف سے باس نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔۔" باس ٹاپ پوائنٹ بلیو آئی فٹ کر دی گئی ہے اوور۔"

نمبر ون نے قدرے لہجے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔۔۔ بلیو آئی کام ٹھیک کر رہی ہے اوور"۔۔ دوسری طرف سے باس کی آواز سنائی دی۔

یس سر۔۔۔ بالکل ٹھیک کام کر رہی ہے۔۔۔۔ اوور۔"

"کسی کو شک تو نہیں ہوا۔۔۔ اوور۔۔" باس نے پوچھا۔

"نو سر۔۔ اوور"۔۔۔۔ نمبر ون نے جواب دیا۔

"گڈ ٹاپ پوائنٹ تھری پر جانے کا پروگرام کب ہے۔۔اوور۔"

باس نے سوال کیا۔

"کل جانے کا پروگرام ہے جناب۔۔۔اوور۔" نمبر ون نے جواب دیا۔

"گڈ۔۔اس کا مطلب ہے کل ہی آپریشن تھری کی تفصیلات مل جائیں گی۔۔اوور۔" باس کے لہجے میں بے انتہا مسرت تھی۔

"یس سر۔امید تو ہے۔۔۔۔اوور۔" نمبر ون نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔۔۔تفصیلات ملتے ہی مجھے رپورٹ دینا۔۔۔اوور"

باس نے حکم دیا۔

اوکے سر۔۔اوور" نمبر ون نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل۔"

باس نے جواب دیا۔اور پھر آواز آنی بند ہو گئی۔نمبر ون نے ٹرانسمیٹر کے بٹن بند کئے اور پھر ہیڈ فون اتار کر واپس مشین میں لگے ہوئے ہک میں لگا دیا اور مشین اٹھا کر اس نے الماری میں رکھ دی۔

الماری بند کر کے وہ واپس مڑا اور پھر دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آ گیا۔مختلف کمروں سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کے پورچ میں آیا اور پھر وہاں موجود سرخ رنگ کی کار کا دروازہ کھول کر ایک اسٹیرنگ پر آ بیٹھا،

چند لمحوں بعد اس کی کار مختلف سڑکوں سے گزر رہی تھی۔کئی سڑکیں گزرنے کے بعد اس نے ایک پبلک فون بوتھ کے ساتھ گاڑی روکی اور پھر سے اتر کر فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔اس نے ریسیور اٹھا کر مشین میں سکے ڈالے اور پھر نمبر گھمانے لگا۔

جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"کون بول رہا ہے۔" نمبر ون کی آواز کافی حد تک بدلی ہوئی تھی۔

"ٹونی سپیکنگ۔" دوسری طرف سے ٹونی کی کرخت آواز سنائی دی۔

"ٹونی۔۔تم نے کیا فیصلہ کیا؟ نمبر ون نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں اور کیسا فیصلہ؟ ٹونی کی کرخت آواز سنائی دی

"بلیو سٹار سپیکنگ ٹونی" نمبر ون نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔بلیو اسٹار ٹھیک ہے میں نے فیصلہ کر لیا ہے مگر پہلے آپ کو مجھے تفصیلات بتلانی پڑے گی۔

ٹونی کی آواز آئی۔

"مکمل تفصیلات سے کیا مطلب ہے تمہارا؟" نمبر ون کو شدید غصہ آ گیا تھا۔

"مطلب یہ کہ ہمیں کیا کام کرنا پڑے گا۔اور کتنی رقم ملے گی؟"

ٹونی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"رقم دس لاکھ تک دی جا سکتی ہے مگر کام کی تفصیلات ابھی نہیں بتلائی جا سکتیں۔جیسے جیسے ضرورت پڑے گی کام کا آرڈر تمہیں دیتے رہیں گے۔" نمبر ون نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ دس لاکھ خاصی معقول رقم ہے لیکن پھر بھی کام کی نوعیت کیا ہوگی؟ دس لاکھ کا سن کر شائد ٹونی کے منہ میں پانی بھر آیا۔

"نوعیت کوئی خاص نہیں۔۔ بس یوں سمجھو کہ تم اور تمارے ساتھ ہر قسم کا کام کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔"

"مگر بغیر نوعیت معلوم کئے میں رضامندی ظاہر نہیں کر سکتا۔۔ اور دوسری بات آپ خود ہمارے ساتھ روبرو بات کریں۔"

ٹونی نے شرائط پیش کر دیں۔

"یہ غلط ہے ٹونی۔۔ میں نے فیصلہ کن بات کر دی ہے۔۔ اگر تم تیار نہیں تو میں کسی اور سے بات کر لیتا ہوں۔ نمبرون کے لہجے میں مزید سختی آ گئی۔

یہ آپ کی مرضی ہے۔۔۔ مگر میں یہ بتادوں کہ ٹونی کے علاوہ اور کوئی آپ کے کام کا ثابت نہیں ہوگا۔

ٹونی اس جھانسے میں آنے کے لئے شاید تیار نہیں تھا۔

"چلو تم بارہ لے لینا۔۔ بس یہ میری آخری بات اگر قبول ہے تو ہاں کہہ دو۔ اگر قبول نہیں تو ناں کہہ دو۔" میں فون بند کر دیتا ہوں۔ نمبرون نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے مگر رقم کی ادائیگی کیسے ہوگی،" ٹونی نے اتنی بڑی رقم ہاتھ سے جاتے دیکھی تو آفر قبول کر لی۔

"آدھی رقم اس وقت تک تمہارے پاس پہنچ جائے گی جب تمہیں پہلا کام بتلایا جائے گا۔۔ آدھی بعد میں۔" نمبرون نے جواب دیا۔

"آپ اپنا ٹیلی فون نمبر دے دیں۔۔ تاکہ کسی فوری ضرورت کے لئے آپ کو کال کر سکوں۔" اب ٹونی کے لہجے مؤدب پن بھی شامل ہو گیا تھا۔

"تم فکر نہ کرو۔۔۔ جب ضرورت ہو گی تو میں خود تمہیں کال کر لوں گا۔ اوکے بائی بائی۔"

نمبرون نے جواب دیا اور پھر ریسیور رکھ کر بوتھ سے باہر نکل آیا۔

اس نے چند لمحوں تک ادھر ادھر دیکھا۔ پھر کار میں بیٹھ کر اس کا رخ واپس کوٹھی کی طرف موڑ دیا۔

* * *

عمران جب سے میٹنگ سے واپس آیا تھا۔ گہرے غور و فکر میں ڈوبا ہوا تھا اس کے ذہن میں کوئی چیز کھٹک رہی تھی لیکن ذہن میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں آئی تھی۔

اس وقت وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ہوا تھا بلیک زیرو بھی ساتھ کی کرسی پر بیٹھا بغور عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے جناب۔۔۔ آپ گہری سوچ میں غرق ہیں۔" آخر بلیک زیرو سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

"آں۔۔۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں سوچ رہا ہوں کہ آخر مجرم کمانڈر انچیف کی کوٹھی میں اس دلیری سے داخل ہونا اور پھر انہیں صرف بے ہوش کر دینے کا مقصد کیا ہے؟ دوسرا ان کی آنکھوں کا بدلا ہوا رنگ بھی

میرے ذہن میں بری طرح کھٹک رہا ہے لیکن نہ جانے کی بات ہے۔ میری ریڈی میڈ کھوپڑی کام ہی نہیں کر رہی ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

ویسے کمانڈر انچیف کی کوٹھی پر مجرم جو کچھ بھی کرنے گیا تھا میرے خیال میں اس کا تعلق اس خفیہ منصوبے سے ضرور ہے۔ جس کا کیس ابھی ابھی ہم نے سنبھالا ہے۔ بلیک زیرو نے رائے پیش کی۔

"ہاں۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے مگر مقصد۔ طاہر صاحب مقصد ہی تو سمجھ نہیں آرہا۔" عمران نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ٹلی فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے اور جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"ہیلو۔۔۔ ٹونی اسپیکنگ۔۔۔" دوسری طرف سے ٹونی کی آواز سنائی دی۔

"جیگر بول رہا ہوں دوست۔"

عمران نے جواب دیا اور بلکی زیرو چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا اسے یہ جیگر والی پخ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"اوہ جیگر۔۔۔ تم کہاں غائب ہو گئے۔۔۔ میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"کیوں کوئی خاص بات ہو گئی ہے کیا؟" عمران نے اس کا سوال صاف اڑاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بات طے ہو گئی ہے پانچ لاکھ میں۔۔۔ آج ہی فون پر بات ہوئی تھی۔"

ٹونی نے جواب دیا۔

"کام کیا ہے۔" عمران کو پانچ لاکھ سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔

کام کے متعلق میں نے بہت پوچھا لیکن اس نے فی الحال بتلانے سے گریز کیا ہے۔" ٹونی نے جواب دیا۔

" یہ تو غلط ہے نہ جانے وہ کیا کام کہے۔ عمران نے ناگواری سے جواب دیا۔

"جب بتائے گا دیکھا جائے گا۔" ٹونی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر لیا ہے تم نے۔۔۔؟ عمران نے ایک اور خیال کے تحت پوچھا۔

"میں نے پوچھا تھا۔ لیکن اس نے بتلانے سے انکار کر دیا۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے وہ نہایت رازداری برت رہا ہے۔ کیا نام ہے اس کا؟" عمران ن کہا۔

"بلیو اسٹار۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"بلیو اسٹار"

عمران بے اختیار چونک پڑا اور شاید اس کی آواز سے ٹونی نے بھی چونکنے کا اندازہ لگا لیا۔۔۔۔ "کیا بات ہے۔۔۔ کیا تم جانتے ہو اسے۔" ٹونی نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ بلکہ میں تو اس عجیب سے نام پر چونکا تھا۔" عمران نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں آؤں گا۔" عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

وہ دراصل بلیو اسٹار کے نام پر چونکا تھا۔ بلیو اسٹار کا لفظ سنتے ہی اس کے ذہن میں کمانڈر انچیف کی نیلی آنکھ گھوم گئی تھی۔ گو بلیو اسٹار اور بلیو آئی میں بظاہر مطابقت نہیں ہے مگر پھر بھی غیر ملکی جاسوسوں کا ذکر اور بلیو کی مطابقت نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ چند لمحے تک سوچنے کے بعد اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا،

"صفدر اسپیکنگ" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ صفدر ک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"صفدر۔ بندرگاہ پر موجود ٹونی بار کے مالک ٹونی کی نگرانی کرواور کوشش کرو کہ کسی طرح اس کا فون ٹیپ ہو سکے یہ نہایت ضروری ہے، بلیو اسٹار کے متعلق اگر کوئی بات ٹیپ ہو تو فوراً اظلاف کرنا۔" اس نے صفدر کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر۔ میں آج ہی سے غنڈوں کے لباس میں وہاں جانا شروع کر دیتا ہوں۔ صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تم اپنا نام وہاں مارٹن بتلانا۔ تاکہ کبھی اگر تمہیں فون کرنے کی ضرورت پڑے تو میں اسی نام سے تمہیں فون پر بلواؤں گا۔"

عمران نے مزید ہدایات دیں۔

"بہتر سر۔۔" صفدر نے جواب دیا اور عمران نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے بلیک زیرو کو ٹونی کے متعلق تمام باتیں بتلائیں۔ تاکہ اگر کسی وقت اس کی عدم موجودگی میں صفدر کی کال آئے تو بلیک زیرو آسانی سے ہینڈل کر سکے۔

"اچھا۔ میں چلتا ہوں۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں کیپٹن اور صدیقی کو تم خفیہ منصوبے کے سینٹر پر میک اپ مین بجھوادو۔ تاکہ وہ وہاں کام کریں۔۔ شاید کوئی کلیو مل جاتے؟ عمران نے بلیک زیرو کو حکم دیا۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر عمران کمرے سے باہر چلا گیا۔

آج کمانڈر انچیف تشریف لا رہے ہیں۔"

ایک بہت بڑی مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان نے ساتھ والی مشین کے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اطلاع تو ملی ہے۔" دوسرے نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں ان کے دورے کا مقصد حال ہی میں ہونے والی دشمن جاسوسوں کی سرگرمیوں سے متعلق ہے۔" پہلے نے بات بڑھانے کے لئے کہا۔

"معولم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔" دوسرا جو قدرے کم گو معلوم ہوتا تھا' نے مشین کے ڈائل پر سے ریڈنگ لیتے ہوئے مختصر جواب دیا،

پھر ان کو باتیں کرتا دیکھ کر سپر وائزر ان کی طرف بڑھا اور وہ دونوں اسے آتا دیکھ کر خاموش ہو کر اپنے کام میں منہمک ہو گئے۔

چند لمحے خاموشی سے گزر گئے پھر اچانک بڑی مشین والا آپریٹر چونک پڑا کیونکہ مشین پر لگا ہوا خطرے کو ظاہر کرنے والا سرخ بلب اچانک جل اٹھا تھا۔

"اوہ خطرہ۔" وہ بے اختیار چیخ پڑا۔

اس کی آواز خاموشی میں بم کا دھماکہ ثابت ہوئی اور اپنے اپنے کاموں میں منہمک تمام لوگ بری طرح چونک پڑے۔ سپر وائزر تیر کی طرح مشین کی طرف بڑھا۔

"کیا بات ہے۔ کیسا خطرہ۔۔۔؟ اس نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا"

" یہ خطرے والا بلب ہے۔" آپریٹر نے خوفزدہ لہجے میں سرخ بلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر بلب دیکھ کر سپر وائزر بھی اچھل پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے مشین کے ایک دو بٹن آن آف کئے مگر سرخ بلب متواتر جل رہا تھا اور پھر دوسرے لمحے اس نے مشین چھوڑ کر میز کے نیچے لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ ہال میں اور باہر ایک طرف ایک تیز الارم بجنے لگا۔ سارے سنٹر میں افراتفری مچ گئی۔ پھر مکینیکل انجینیئر اور دیگر اعلیٰ افسران تیزی سے بھاگتے ہوئے اس ہال میں داخل ہوئے۔

"کیا ہوا۔۔ کیا ہوا؟" ان سب نے بیک وقت جواب دیا لیکن کسی کے جواب دینے سے پہلی ہی مشین پر جلتا ہوا سرخ بلب دیکھ کر وہ خطرے کی نوعیت کو سمجھ گئے۔

"جلدی کرو۔۔۔ مین لائن آف کر دو۔۔ جلدی کرو۔" ایک چیف آفیسر نے چیخ کر کہا۔

اور پھر ایک انجینیئر جھپٹ کر ہال سے باہر نکل گیا۔ کیپٹن شکیل اور صدیقی جو آج ہی اس سنٹر میں بطور سپر وائزر تعینات ہوئے تھے۔ الارم سن کر ہال میں داخل ہوئے۔ پھر جلدی ہی مین لائن بند ہونے کی وجہ سے تمام مشینیں بند ہو گئیں اور ساتھ ہی اس مشین کا سرخ بلب بھی بجھ چکا تھا، اس لئے وہ حیرت سے کھڑے ہر آدمی کا منہ تک رہے تھے معاملہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"کیا بات ہے یہ الارم کیوں بجایا گیا تھا؟ کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر چیف آفیسر سے پوچھا۔

چیف آفیسر جنہیں ان دونوں کی پوزیشن سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے سوال پر چونک پڑا۔ "میرے ساتھ آئیے۔"

اس نے کیپٹن شکیل سے کہا۔ کیپٹن شکیل نے صدیقی کو وہیں ٹھہرنے اور چوکنا رہنے کا مخصوص اشارہ کیا اور پھر چیف آفیسر کے پیچھے چلتا ہوا ہال سے باہر نکل آیا۔

وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے چیف آفیسر کے خاص کمرے میں پہنچے۔ چیف آفیسر نے دروازہ اچھی طرح بند کیا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر بڑے سرگوشیانہ انداز میں کیپٹن شکیل سے کہا۔

"مسٹر شکیل۔۔ بات یہ ہے کہ مین آپریٹنگ مشین پر خطرے کا بلب جل گیا تھا۔ فی الحال مین لائن آف نہیں کی جا سکتی۔ ورنہ تمام کام رک جائے گا۔"

"لیکن آخر خطرہ کیا تھا۔ یہ بھی تو معلوم ہو۔" کیپٹن شکیل جو جلد از جلد معاملہ کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا" بولا۔

"اس سرخ بلب کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا تمام منصوبہ شدید خطرے میں ہے۔ بارودی سرنگوں کے وسیع جال میں جو ہم نے منصوبے کے تحت پورے علاقے میں بچھائی ہیں۔ کسی ایک سرنگ کے فیتے کو آگ لگائی جا چکی ہے۔

چیف آفیسر نے سخت پریشان لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ لیکن مین لائن بند کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔"

کیپٹن شکیل نے مضطرب لہجے میں پوچھا۔

"اس سے صرف اتنا ہوگا کہ وہ محض بارودی سرنگ میں ہی پھٹے گی۔ اس کے ساتھ پورا منصوبہ نہیں اڑے گا۔" چیف آفیسر نے جواب دیا۔

"لیکن کوئی ٹیکنکل ڈفیکٹ بھی تو ہو سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ کوئی سازش ہی کی گئی ہو۔" کیپٹن شکیل نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"نہیں ٹیکنکل ڈفیکٹ کے ظاہر کرنے والا دوسرا بلب ہے۔ یہ بلب اس وقت جلتا ہے جس کسی بارودی سرنگ کے فیتے کو آگ لگا دی گئی ہو یا اس کے ساتھ کوئی اور حرکت کی گئی ہو۔ مثلاً ٹائم بم لگا دیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔" چیف آفیسر نے جواب دیا۔

"تو یہ مشین یہ نہیں بتلا سکتی کہ کون سی سرنگ کے ساتھ گڑ بڑھ ہے"

کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہی تو سارا مسلئہ ہے آج صبح وہ مشین اچانک پھٹ گئی 'جو گڑ بڑ والی سرنگ کا پتہ بتلاتی ہے۔ اسے انجنیئر ٹھیک ہی کر رہے تھے۔"

چیف آفیسر نے جواب دیا۔

پھر تو صاف ظاہر ہے کہ کوئی سازش کی گئی ہے،"کیپٹن شکیل نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ہاں اسی لئے تو میں پریشان ہوں۔ ادھر کمانڈر انچیف ابھی ابھی سنٹر کے دورے پر آ رہے ہیں۔ اب آپ سوچیں۔ چیف آفیسر نے جواب دیا۔

اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل کوئی جواب دیتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیل فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔

چیف آفیسر نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا اور بولا۔

"ہیلو۔ چیف آفیسر کرنل عنصر سپیکنگ۔"

"کرنل اے۔ فرام ملٹری انٹیلی جنس" دوسری طرف سے ملٹری انٹیل جنس کے چیف کرنل اے کی آواز سنائی دی۔

"یس سر" چیف آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ سنٹر میں خطرے کا الارم بجایا گیا ہے۔"

کرنل اے نے دریافت کیا۔

"جی ہاں۔" چیف آیسر نے جواب دیا اور پھر سے تمام تفصیلات سے آگاہ کرنے لگا کیپٹن شکیل اس دوران بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔ لیکن ادھر کمانڈر انچیف سنٹر کے معائنے کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔" کرنل اے کی تشویش بھری آواز آئی۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔ ویسے میرا خیال ہے کہ جب تک خطرہ پوری طرح دور نہ ہو جائے کمانڈر انچیف کا دورہ روک دیا جائے۔"

چیف آفیسر نے دبے ہوئے لہجے میں خیال پیش کیا۔

"ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں۔ آپ فوراً تحقیقات کر کے مجھے رپورٹ دیں۔" کرنل اے نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔

چیف آفیسر نے ریسیور رکھا اور پھر سوالیہ نظروں سے خاموش بیٹھے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں چلتا ہوں۔ آپ میرے اور میرے ساتھی کے لئے اسپیشل کارڈ اشو کر دیں۔ تاکہ تحقیقات کے لئے ہم پورے سنٹر میں باآسانی گھوم سکیں۔"

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اور ہاں دراصل مجھے احکامات تو مل گئے تھے لیکن اس مسلئے کی وجہ سے میں یہ کام فوری نہ کر سکا۔

چیف آفیسر نے جواب اور میز کی دراز سے دو چھوٹے سے کارڈ نکالے جن پر سرخ رنگ میں لفظ اسپیشل لکھا ہوا تھا۔ اس نے کارڈوں پر اپنے دستخط کئے اور چند مخصوص نمبر لکھ دیئے۔

"یہ لیجیئے ایک اپنے پاس رکھیئے، ایک اپنے ساتھی کو دے دیجئیے۔"

چیف آفیسر نے کہا۔

"کیپٹن شکیل کارڈ لے کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکال گیا۔ اس کا رخ اس ہال کی جانب تھا جہاں اس نے صدیقی کو چھوڑا تھا۔

"کم ان" نمبر ون نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے تم گھبرائے ہوئے ہو؟" باس نے نوجوان کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں دیکھ کر کہا۔

"باس کمانڈر انچیف نے سنٹر کا دورہ منسوخ کر دیا ہے۔" نوجوان نے رپورٹ دی۔

"کیوں وہ تو جانے کے لئے تیار تھا۔ باس کے لئے بھی یہ خبر بم کا دھماکہ ثابت ہوئی۔"

"باس جس وقت وہ جانے کے لئے کار میں بیٹھا ہی تھا کہ اچانک ایک کیپٹن ایمرجنسی کال کے لئے دوڑتا ہوا آیا اور پھر کمانڈر انچیف نے وہ کال سن کر جانے کا ارادہ منسوخ کر دیا۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"وجہ؟" باس نے غصے سے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

کال سے پتہ چلا ہے کہ سنٹر میں خطرہ پیدا ہو گیا ہے وہاں کسی بارودی سرنگ سے چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے۔" نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ تم نے نمبر تھرٹی سکس کو اپنی کارروائی روکنے کا حکم نہیں دیا تھا"

باس غصے سے چیخ پڑا۔

"مم۔ مم۔ مگر باس آپ نے کب حکم دیا تھا۔" نوجوان باس کو اتنے شدید غصے میں دیکھ کر بوکھلا گیا۔

"یو ڈیم فول۔" تم نے سارا پروگرام درہم برہم کر دیا۔ اب جبکہ کمانڈر انچیف جانے والا تھا۔ نمبر تھرٹی سکس نے اپنی پرانی کارروائی کر کے اسے روک دیا، چلو آپریشن ہال میں چلو۔

باس کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا اور پھر وہ تقریباً بھاگتا ہوا آپریشن ہال میں آیا جہاں سائنسی مشین فٹ تھی۔

"نمبر تھرٹی سکس کو کال کرو۔" اس نے ایک آپریٹر کو سخت لہجے میں حکم دیا۔

"اوکے سر۔" آپریٹر نے گھبرا کر جواب دیا اور پھر وہ مشین پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبا جانے لگا۔ جلد ہی مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئ۔ پھر چند لمحوں بعد مشین پر ایک آدمی کا عکس ابھر آیا جو ایک چھوٹی سی مشن پر جھکا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ گھبرایا ہوا تھا۔

"ہیلو نمبر تھرٹی سکس۔ باس اسپیکنگ" نمبرون نے آپریٹر کے ہاتھ ہیڈ فون لے کر سر پر چڑھالیا۔

"یس سر" تھرٹی سکس نے گھبراتے ہوئے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"فوراً اپنی سابقہ کارروائی بند کرو۔ ہم نے ٹاپ بلیو فٹ کر دی ہے۔ اب فی الحال اس کارروائی کی ضرورت نہیں 'نمبرون نے چیختے ہوئے اسے حکم دیا۔

اوکے سر۔ مجھے پہلے آرڈر دے دیا جاتا تھا تو اچھا تھا۔" نمبر تھرٹی سکس کے لہجے میں جھنجلاہٹ تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں اس کی تعمیل کرو۔ تمہاری کارروائی کی وجہ سے ہمارا پروگرام درہم برہم ہو گیا۔" نمبرون نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب میں ابھی وہ ٹائم ہٹالیتا ہوں۔ نمبر تھرٹی سکس نے جواب دیا۔

"اوکے۔" نمبرون نے کہا اور پھر ہیڈ فون اتار دیا۔ آپریٹر نے دوبارہ مشین کے بٹن بند کئے۔ سکرین تاریک ہو گئی۔

"اوہ یہ برا ہوا۔ ادھر میٹنگ میں اس بے وقوف عمران نے بلیو آئی کے متعلق کافی حد تک قریب ترین شکوک کا اظہار کیا ہے۔" باس نے بے چینی سے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے، مگر عمران کے متعلق مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انتہائی عیار اور چالاک آدمی ہے۔" باس نے مکر مند لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا خیال ہے اگر حکم ہو تو اسے فوراً گر دیا جائے۔" نوجوان نے دلیری کا اظہار کیا۔

"نہیں۔ میں ابھی فی الحال کسی کو چھونا نہیں چاہتا۔ میں چاہتا ہوں جتنی خاموشی سے ہمارا کام ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ زیادہ الجھاؤ سے بعض اوقات معاملات خراب ہو جاتے ہیں۔"

"جی۔" نوجوان نے اثبات میں ہنکارا بھرا۔

"اب دیکھو۔ اگر تھرٹی سکس یہ کارروائی نہ کرنا اور آج کمانڈر انچیف سنٹر کے دورے پر چلا جاتا تو ہمارے کام کا پہلا مرحلہ آج ہی مکمل ہو جاتا۔ اور کسی کو پتہ بھی نہ چلتا۔" باس نے بے چین لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مگر باس۔" اگر کمانڈر انچیف کی بجائے سنٹرک کسی آفیس کو بلیو آئی فٹ کر دی جاتی تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوتا۔" نوجوان نے ایک تجویز پیش کی۔

"نہیں تم نہیں سمجھتے یہ منصوبہ اتنا خفیہ ہے کہ تھرٹی سکس کی وہا موجودگی کے باوجود ہمیں منصوبے کی تفصیلات کی ہوا بھی نہیں لگی۔ کمانڈر انچیف اس لحاظ سے بہترین مہرہ ثابت ہوتا۔ کیونکہ تمام دستاویزات کی کاپیاں مل جاتیں۔ مگر افسوس فی الحال یہ کام رک گیا ہے۔"

باس نے جواب دیا اور پھر وہ دوبارہ سیڑھیاں چڑھتا ہو مختلف کمروں سے ہوتا ہوا اپنے مخصوص کمرے میں آیا۔ وہ کرسی پر بیٹھا چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ریسیور اٹھا کر ٹیلیفون کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"ہیلو ٹونی اسپیکنگ۔" دوسری طرف سے ٹونی کی کرخت آواز سنائی دی۔

"بلیو اسٹار۔" باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا بات ہے" ٹونی کے لہجے میں اس بار نرمی تھی۔

"سنو ٹونی' ایک کام کرنا ہے۔ معاوضہ تمہیں مل جائے گا۔ باس کے لہجے میں تحکمانہ پن زیادہ ابھر آیا تھا۔

"کیا کام ہے۔ ٹونی نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔

"یہاں دارلحکومت میں ایک احمق شخص ہے عمران۔۔۔۔۔۔ اس کی نگرانی کرنی ہے لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ بظاہر احمق آدمی دراصل انتہائی چالاک اور عیار ہے۔ تمہیں کوئی چالاک اور دلیر آدمی اس کی نگرانی کے لئے لگانا پڑے گا۔ مجھے اس کی تمام مصروفیات کی رپورٹ چاہیئے۔" باس نے تفصیل بتائی،

"اس کا پتہ" ٹونی نے پوچھا

اور پھر باس نے اسے عمران کے فلیٹ کا پتہ بتادیا۔

"کس قسم کی رپورٹ چاہیئے" ٹونی کے لہجے میں مردہ پن تھا۔ کیونکہ صرف نگرانی کا کام اس کے معیار کا نہیں تھا،

"بس جہاں جہاں جائے اور جس جس سے کو ملے مکمل تفصیل" باس نے جواب دیا۔

"نگرانی سے زیادہ بہتر یہ نہیں کہ اسے ختم کر دیا جائے۔" ٹونی نے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں۔ فی الحال مجھے صرف اس کی مصروفیات کی رپورٹ چاہیئے، قتل کے متعلق بعد میں دیکھا جائے گا۔" باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"او کے ٹھیک ہے۔" میں ایک آدمی اس کی نگرانی پر لگا دیتا ہوں، چار گھنٹے بعد آپ کو رپورٹ مل جائے گی۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"او کے ٹھیک ہے۔" باس نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا، اب اسے قدرے اطمینان ہو گیا تھا۔ کیونکہ عمران کی تفصیلی رپورٹ ملنے پر کہ وہ کتنا عیار آدمی ہے اور پھر میٹنگ میں اس کا کردار دیکھ کر وہ قدرے پریشان ہو گیا تھا۔

کیپٹن شکیل جب ہال میں پہنچا تو اس نے صدیقی کو وہیں موجود پایا۔

"میرے ساتھ چلو۔"

اس نے صدیقی کے قریب پہنچ کر کہا اور صدیقی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

کیپٹن شکیل نے ہال سے باہر نکل کر اسے جیب سے نکال کر ایک اسپیشل پاس دیا۔ اور پھر اسے تمام صورت حال سمجھانے لگا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔"

"میرا خیال ہے تمام ملحقہ آفسز کا ایک راؤنڈ لگا لیا جائے کیونکہ جو شرارت ہوئی ہے ضرور اس کا تعلق آفسز سے ہی ہو گا کیونکہ منصوبہ تو یہاں سے نہ جانے کتنی دور اور کہا ہو پر ہو گا۔ کیپٹن شکیل نے رائے پیش کی۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں دائیں طرف سے شروع ہوتا ہوں۔ تم بائیں طرف سے تاکہ تمام آفسز اچھی طرح چیک کر لئے جائیں۔"

"ٹھیک ہے۔ ذرا احتیاط سے کام کرنا۔ کیونکہ مجھے خطرناک معلوم ہو رہا ہے۔"

کیپٹن شکیل نے کہااور پھر بائیں طرف مڑ گیا۔

یہاں دفتر کاایک حال سا پھیلا ہوا تھا۔ یہ منصوبے کنڑولنگ سنٹر تھا۔ اصل منصوبہ کہاں عمل پذیر ہے اس کے متعلق شاید چیف آفیسر کو بھی معلوم نہیں ہو گا۔

انتہائی بائیں جانب جا کر وہ نزدیک ترین آفس کے باہر ڈیوٹی پر موجود پولیس کے چاقو پو بند سیاسی کو پاس دکھا کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک بہت بڑی مشین کے پیچھے ایک نوجوان سا آپریٹر موجود تھا۔ وہ خاموشی سے اس کے قریب جا کر رک گیا۔ آپریٹر نے ایک لمحے کے لئے سر اٹھا کر کیپٹن شکیل کو سوالیہ نظرون سے دیکھااور پھر دوبارہ مشین کی کارکردگی میں مصروف ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے بڑی گہری نظروں سے مشین کی کارکردگی چیک کی اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن کوئی بات بھی اسے مشکوک نظر نہیں آئی، وہ ایک نظر ادھر ادھر ڈال کر آفس سے باہر نکل آیا۔

مختلف آفسز چیک کرنے کے بوجود کہیں بھی اسے مشکوک بات نظر نہیں آئی۔ وہ اب قدرے سے اکتا چکا تھا۔ پھر ایک آفس کے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ چونک پڑا۔

دروازے سے اسے ایک آدمی کی ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ جھجک کر رک گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا آفس تھا جس میں ایک بہت بڑی مشین کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔

کیپٹن شکیل نے آہستہ سے دروازے کے اندر نظر ڈالی، وہ آدمی مشین کے پیچھے تقریباً چھپا ہوا تھا۔ "بہتر جناب۔ میں ابھی وہ ٹائم بم ہٹا لیتا ہوں۔" مشین کے پیچھے بیٹھے ہوئے آپریٹر نے جواب دیااور کیپٹن شکیل کھٹک گیا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال لیااور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ اس ے جیب سے ریوالور نکال لیااور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ اچانک وہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ شاید ٹرانسمیٹر بند کر کے مزید کارروائی کے لئے کھڑا ہوا تھا۔

"ہینڈز اپ۔ خبردار اگر حرکت کی۔" کیپٹن شکیل نے اس کی طرف ریوالور تان دیا۔

"مم۔ مگر تم کون ہو۔" نوجوان گھبرا گیا۔

"تم وہ ٹائم بم ہٹادو فوراً۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کونسا ٹائم بم تم کون ہو۔ 'اب وہ نوجوان اچانک جھٹکے سے سنبھل چکا تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ فضول بکواس مت کرو۔" کیپٹن شکیل نے انتہائی سخت لہجے میں حکم دیا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوا۔ تم اس کمرے میں داخل کس کے حکم سے ہوئے ہو۔" اب وہ نوجوان پوری طرح سنبھل چکا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پراسرار چمک تھی۔

"نمبر تھرٹی سکس۔ میں تمہارا تمام کردار سمجھ چکا ہوں۔ اس لئے اب بہانے بازی فضول ہے۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا ہے۔

لیکن پھر دوسرے لمحے اچانک تھرٹی سکس نے ریوالور کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کیپٹن شکیل پر چھلانگ لگادی۔ شاید اس کے دماغ میں عافیت کی اس سے بہتر کوئی راہ نہ آئی ہو کہ کیپٹن شکیل کو زیر کر کے ہی اپنا راز چھپا سکتا ہے۔ اس کا حملہ اتنا اچانک اور بھرپور تھا کہ شکیل وار بچا نہ سکا اور دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے آ گرے۔ مگر کیپٹن شکیل انتہائی پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے۔۔ اس نوجوان کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل نے جوڈو کا بھرپور وار کیا۔

کھڑی ہتھیلی کا ایک ہی وار پڑا تھا کہ کھٹک کی کوئی آواز اور وہ نوجوانوں لہراتا ہوا فرش پر آ گیا۔ دو چار ہنٹ تڑپا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ نادانستگی میں کیپٹن شکیل کافی بھرپور وار کر چکا تھا۔ گو اس کا مقصد اسے ختم کرنا نہیں تھا۔ لیکن اب جب کہ وہ مر چکا تھا تو مجبوری تھی۔

لڑائی کی آواز سن کر باہر موجود ہو گارو کا ایک آدمی اندر آ گیا۔ لیکن کیپٹن شکیل نے اسے اپنا پاس دکھا کر حکم دیا کہ وہ فوراً چیف آفیسر کو بلوائے۔ چنانچہ فوراً ہی چیف آفیسر آفس آ موجود ہوا۔

یہ کیا ہوا مسٹر شکیل "! چیف آفیسر نے حیرت بھری نظروں سے آپریٹر کی لاش دیکھتے دیکھتے ہوئے کہا۔

ٹائم بم لگانے والا یہی شخص تھا۔ میں جب کمرے میں داخل ہوا تو ٹرانسمیٹر پر کسی سے ہدایت لے رہا تھا۔ آپ فوراً مشین چیک کرائیں اور ٹائم بم ہٹوالیں۔ "

"کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں چیف آفیسر سے کہا اور چیف آفیسر چونک کر اس مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے جھک کر مشین کے مختلف بٹن دیکھنے شروع کرا دیئے' ابھی وہ پوری طرح مسلئے کو سمجھ ہی نہیں سکا تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے اس کمرے کا ملبہ ان کے سروں پر آن پڑا۔

……

عمران کو آج صبح ہی بلیکن زیرو نے کمانڈر انچیف کی آئی رپورٹ دی۔ آئی اسپیشلسٹ نے کمانڈر انچیف کی بائیں آنکھ کا بغور معائنہ کرنے کے بعد رپورٹ دی تھی کہ آنکھ بالکل ٹھیک کام کر رہی ہے۔ البتہ اس آنکھ کی پتلی دائیں آنکھ کی پتلی سے قدرے بڑی ہے اور اس کی پتلی کا رنگ نیلا ہے۔ جس کی وجہ سے معائنہ کرنے کے باوجود بھی معلوم نہیں ہو سکی۔ مزید معائنہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے' جبکہ پتلی نکال کر اس کا باقاعدہ لیبارٹری میں تجزیہ کیا جائے جو کہ ناممکن ہے۔

عمران رپورٹ پڑھ کر سوچ میں پڑ گیا۔ کیونکہ رپورٹ بے حد مبہم سی تھی۔ چند لمحے تک وہ سوچتا رہا پھر اس نے رپورٹ جیب میں ڈالی' اور ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"کمانڈر انچیف سے بات کراؤ۔ "

عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ دوسری طرف شاید کمانڈر انچیف کا پرسنل سیکرٹری تھا۔

"آپ کون صاحب ہیں۔ "پرسنل سیکرٹری نے سوال کیا۔

"ایکسٹو۔ عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیا اور اس لفظ کا پرسنل سیکرٹری پر نہ جانے کیا اثر ہوا۔ اس کی آواز میں گھبراہٹ سی پیدا ہو گئی۔

"یس سر۔ ون منٹ ہولڈ کیجیئے۔ "

ایک منٹ بعد کمانڈر انچیف ظفر آفریدی کی آواز سنائی دی۔

"ظفر آفریدی اسپیکنگ۔ "

"ایکسٹو دس اینڈ "عمران نے پروقار لہجے می ں کہا۔

"فرمایئے" ظفر آفریدی نے پوچھا۔

"یہ بتلایئے کہ آپ اپنی بائیں آنکھ میں کوئی تکلیف تو محسوس نہیں کرتے یا کوئی اور خاص قابل ذکر بات؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مگر کیا بات ہے آپ لوگ کیوں میری آنکھ کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

ظفر آفریدی کا لہجہ قدرے سخت تھا۔ شاید وہ اپنی آنکھ کے ذکر سے الرجک ہو چکا تھا۔

"مسٹر آفریدی مجھے شک ہے کہ آپ کی بائیں آنکھ اس کیس میں غیر معمولی اہمیت اختیار کر چکی ہے اس لئے میں اس بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہا ہوں۔" عمران کا لہجہ بھی بے حد تلخ تھا۔

"میری آنکھ کیا اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی۔" ظفر آفریدی کا لہجہ اس بار نرم تھا۔ شاید انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ کس سے بات کر رہے ہیں۔

"یہ وقت بتلائے گا۔ میں اپنے نمائندے علی عمران کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں برائے مہربانی اس کے سوالات کا جواب دیجیئے۔" علی عمران نے کہا۔

"میں مصروف ہوں۔ اس لئے آپ کے نمائندے کو وقت نہیں دے سکتا۔ "سوری۔

ظفر آفریدی صاحب دوبارہ جلال میں آ گئے۔

"آپ کو وقت دینا پڑے گا۔" عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

عمران کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ عمران نے جیسے ہی ریسیور رکھا ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے دوبارہ ریسیور اٹھا لیا۔

"صفدر اسپیکنگ سر۔" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" عمران نے مخصوص آواز میں جواب دیا۔

"سر ابھی ابھی بلیو اسٹار کی کال ٹونی کو وصول ہوئی ہے اس نے ٹونی کو عمران صاحب کی نگرانی کا حکم دیا ہے۔" صفدر نے رپورٹ دی۔

"اوہ۔ عمران کی نگرانی۔" عمران واقعی اس خبر پر چونک پڑا۔

"جی ہاں۔" صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم وہاں کس پوزیشن میں ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"میں نے وہاں بیرا گیری کا کام شروع کیا ہوا ہے اور حسب ہدایت ٹونی کا ٹیلیفون ٹیپ کیا گیا ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔

"اوکت۔ ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"تو کھیل اب شروع ہوا ہے۔" عمران نے ریسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے بلیک زیرو کو کہا۔

"اب تو صاف ظاہر ہے ہو گیا کہ بلیو اسٹار کا اس کیس سے تعلق ہے۔" بلیک زیرو نے رائے پیش کی۔

"ہاں۔ انہوں نے ہماری میٹنگ ٹیپ کی ہے۔ چنانچہ اب تو کمانڈر انچیف کی آنکھ واقعی اہمیت اختیار کر گئی۔ چونکہ میں نے وہاں کمانڈر کی آنکھ میں دلچسپی لی تھی۔ اس لئے انہوں نے میری نگرانی ضروری سمجھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میرا شک آنکھ کے متعلق صحیح تھا۔"

"جی ہاں۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ذرا کمانڈر انچیف سے ملاقات کر آؤں۔" عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ جلد ہی اس کی کار سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ کار کا رخ کمانڈر انچیف کے آفس کی طرف تھا۔

ملٹری ایریا شروع ہوتے ہی گیٹ پر اسے روک لیا گیا۔ عمران نے سیکرٹ سروس کا کارڈ دکھایا اور آگے بڑھ گیا۔ ہر چیک پوسٹ پر کارڈ کام آتا چلا گیا۔ پھر اس نے کمانڈر انچیف کے دفتر کے قریب مخصوص پارکنگ شیڈ میں کار روکی۔ "اور پھر اتر کر آفس کی طرف چل پڑا۔

کمانڈر انچیف کے سیل سیکرٹری نے کارڈ دیکھ کر عمران کو بیٹھے کا اشارہ کیا اور پھر آفس کا فون نمبر دبا کر کمانڈر انچیف سے رابطہ قائم کیا۔

"سر سیکرٹ سروس کا نمائندہ علی عمران آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ پسرنل سکرٹری نے بڑے مؤدبانہ لیجے میں کہا۔

"کیا فون پر۔ "کمانڈر انچیف نے پوچھا۔

"نو سر۔ وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔ "پرسنل سیکرٹری نے بتایا۔

"اوکے بھیج دو انہیں۔ "کمانڈڑ انچیف نے جواب دیا۔

پرسنل سیکرٹری نے عمران کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور پھر چپراسی نے پردہ اٹھا کر سلام کیا اور عمران کو اندر جانے کا جواب دیتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمانڈر انچیف کا آفس انتہائی سجا ہوا تھا۔ ایک لمبی سی میز کے پیچھے وہ براجمان تھے۔

عمران جب اندر داخل ہوا تو اس کے چہرے پر حماقتوں کا سمندر موجزن تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمانڈر انچیف کی طرف بڑھتا گیا۔ اس کے قدم اتنے تیز تھے کہ کمانڈر انچیف گھبرا گئے۔ اضطراری طور پر وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران جیسے ہی میز کے قریب پہنچا اسے یوں برک لگ گئے جیسے وہ کبھی اپنی جگہ سے ہلا ہی نہ ہو۔ "

"ہیلو ظفر آفریدی صاحب۔۔۔ کیا حال ہے آپ کے۔ "عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا اور کمانڈر انچیف صاحب کو وہاں بادل نخواستہ مصافحہ کرنا پڑا۔

" تشریف رکھیئے۔ تشریف رکھیئے۔ 'آپ نے خواہ مخواہ کھڑے ہونے کی تکلیف فرمائی۔ اگر آپ میری عزت افزائی کے لئے ایسا کر رہے ہیں تو میں آپ کا احسان زندگی میں تو شائد بھول جاؤں مگر موت کے بعد ہرگز نہیں بھولوں گا۔ پکا وعدہ رہا۔ "عمران کا ٹیپ شروع ہو گیا۔

کمانڈر انچیف جھنجلا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔

"آپ کیسے آئے؟ "انہوں نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بڑے تحمل سے پوچھا۔

"میں ذرا مٹر گشت کرنے کو طبیعت چاہی تھی۔ "میں نے کہا چلو ذرا کمانڈر انچیف صاحب کی نیاز قبول کر لوں۔ بقول شاعر

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کئے ہوئے

عمران صاحب کی باتوں کا چرچہ جب چل ہی پڑا تھا تو پھر اس کا رکنا تو ظاہر ہے بے حد محال تھا۔

"آپ میرا وقت ضائع کر رہے ہیں، میں ایکسٹو سے آپ کی شکایت کروں گا۔ "

اس بے معنی بکواس پر کمانڈر انچیف صاحب غصہ ضبط نہ کر سکے۔

"جو گلہ شکوہ ہو مجھ سے کر لیجئے۔ ایکسٹو نے دفتر شکایات و تجاویز ابھی نہیں کھولا۔ "

عمران نے بدستور تمسخرانہ لہجے میں جواب دیا۔

"شٹ اپ۔" آپ کام کی بات کریں ورنہ چلے جائیں۔ کمانڈر انچیف صاحب غصے سے پھٹ پڑے۔

"او کے۔ چلو کام کی بات کرتے ہیں۔ سنایئے آپ کی آنکھ کا کیا حال ہے۔ نظر ٹھیک آتا ہے یا ایک کے دو دو نظر آرہے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"میری سمجھ سے باہر ہے کہ آپ لوگ میری آنکھ کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔ جب آئی اسپیشلسٹ نے معائنہ کے بعد رپورٹ دے دی ہے کہ آنکھ بالکل او کے ہے تو آپ لوگوں کو اب کوئی اور موضوع چاہیئے۔" کمانڈر انچیف کے لہجے میں جھنجلاہٹ کے ساتھ بیزاری کے آثار بھی موجود تھے۔ عمران خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر سے حماقتیں یوں غائب ہو گئی تھیں

جیسے کسی نے نقاب پہن لیا ہو۔ اب وہاں انتہائی باوقار اور سنجیدہ عمران موجود تھا۔

عمران کے چہرے پر اتنی باوقار اور ٹھوس سنجیدگی دیکھ کر ایک لمحے کے لئے کمانڈر انچیف صاحب بھی بوکھلا گئے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اتنا احمق آدمی اتنا سنجیدہ بھی ہو سکتا ہے۔

عمران کے چہرے پر اتنی باوقار اور ٹھوس سنجیدگی دیکھ کر ایک لمحے کے لئے کمانڈر انچیف صاحب بھی بوکھلا گئے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اتنا احمق آدمی اتھا سنجیدہ ہو سکتا ہے۔

"کیا بات ہے۔ آپ یکدم سنجیدہ ہو گئے۔ عمران کو دیکھ کر کمانڈر انچیف صاحب کا غصہ صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

"می ں اس فلسفے پر غور کر رہا ہوں کہ آپ کو ایک کے دو دو نظر نہیں آرہے۔"

عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور کمانڈر انچیف صاحب حیران رہ گئے کہ عمران کی اس بات پر وہ ہنسیں یا غصہ کریں ان کی کچھ عجیب سی حالت ہو گئی۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔"

انہوں نے بوکھلاہٹ سے جواب دیا۔ کمانڈر انچیف صاحب جن کے متعلق مشہور تھا کہ وہ انتہائی سنجیدہ اور متین آدمی ہیں۔ آج تک بڑے سے بڑے معرکے میں ان پر بوکھلاہٹ طاری نہیں ہوئی تھی عمران انہیں انگلیوں پر نچا رہا تھا۔

"مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ بھی دیکھ رہے ہوں۔ کوئی اور بھی دیکھ رہا ہو۔"

عمران نے سوچتے ہوئے جواب دیا جیسے وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا ہو۔

"اوہ۔" کمانڈر انچیف صاحب اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے آئیڈیئے کو کچھ کچھ سمجھ گئے۔ دوسرے لمحے عمران جھپٹ کر اٹھا۔"

ذرا آنکھ دکھایئے۔۔۔ میں خود آنکھ کا معائنہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس کے لہجے میں زیادہ جوش تھا جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

پھر اس سے پہلے کہ کمانڈر انچیف صاحب پر کوئی رد عمل ہوتا۔ عمران اس کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن پھر ایک انتہائی حیران کن واقعہ ہوا۔ ابھی عمران ان کی آنکھ دیکھ ہی نہیں سکا تھا کہ اچانک کمانڈر انچیف کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور انہوں نے بے اختیار بائیں آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے جھک گئے۔ عمران نے تیزی سے ان کا ہاتھ جو ہٹایا تو وہ یہ دیکھ کر گنگ رہ گئے کہ ان کی بائیں آنکھ سے خون بہہ رہا تھا اور

آنکھ کی پتلی غائب تھی۔ کمانڈرانچیف صاحب کانے ہو چکے تھے۔ تکلیف اتنی شدید تھی کہ چند لمحوں بعد کمانڈرانچیف صاحب بے ہوش ہو گئے۔ ان کی چیخ کی آواز سن کر چپراسی اوران کا پرسنل سیکرٹری تیزی سے کمرے میں داخل ہوئے اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو سمجھتے عمران نے چیخ کر کہا۔

''ڈاکٹر کو بلاؤ'فوراً

اور پھر پرسنل سیکرٹری بھاگ کر ٹیلیفون کرنے میں مشغول ہو گیا۔

جلد ہی ڈاکٹر آگیا۔ اس نے آنکھ کا معائنہ کیااور پھرایمبولینس میں انہیں ہسپتال لے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

جلد ہی کمانڈرانچیف صاحب کو ہسپتال لے جایا گیااور عمران کسی گہری سوچ میں غرق کار میں بیٹھ کر دانش منزل کی طرف چل پڑا۔

صدیقی مختلف آفسز کو چیک کرتا کافی آگے نکل آیاتو اچانک اس کی نظر کافی دور دائیں طرف ایک آدمی پر پڑی جو ایک چھوٹے سے آفس کے باہر دروازے سے کان لگائے کھڑا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا۔

صدیقی کو شک گزرا۔

چنانچہ وہ تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ کافی دور تھا کہ اچانک اس نے اس آدمی کو پیچھے ہٹتے دیکھااور اس سے پہلے کہ صدیقی کچھ سمجھتا اس نے دیکھا کہ اس آدمی نے جیب سے ہاتھ نکالااور پھر کوئی چیز آفس کی طرف پھینک دی۔

وہ شے پھینکتے ہی مڑااور تیزی سے دوسرے آفس کی طرف مڑا۔ اسی لمحے ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوااور اس نے اس آفس کے ٹکڑے اڑتے دیکھے۔ آفس کو بم مار کر تباہ کر دیا گیا تھا۔

صقیقی نے جیپ سے ریوالور نکال کر اس آدمی پر گولی چلادی۔

گولی اس کی ٹانگ پر لگی اور وہ لڑکھڑا کر فرش پر گر پڑا۔ مگر گرتے ہی وہ اٹھااور پھر اس نے ایک اور بم نکال کر صدیقی کی طرف اچھال دیا۔ صدیقی یکدم جھک گیااور بم اس کے اوپر سے ہوتا ہوا دور جا گرا۔ پھر اس کے پھٹنے سے ایک اور دھماکہ ہوا مگر دوسرے لمحے صدیقی کے ریوالور سے لگنے والی گولی اس آدمی کا سینہ توڑتی ہوئی گزر گئی۔

گولی شائد دل میں لگی تھی کہ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ بموں کے دھماکوں نے پورے سینٹر میں ہلچل مچادی۔ خطرے کے سائرنگ بھی بھیانک آواز سے گونجنے لگے۔ صدیقی بھاگتا ہوا اس تباہ شدہ آفس کے ملبے کے قریب پہنچا۔ اتنے میں باقی لوگ اور سنٹر کا حفاظتی عملہ بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ پھر جب ملبے سے کیپٹن شکیل کا جسم دستیاب ہوا تو صدیقی کا رنگ اڑ گیا۔

کیپٹن شکیل کے چہرے پر موت کی سی زردی چھائی ہوئی تھے۔ سر پر خون ہی خون صدیقی نے دھڑکتے دل سے اس کی نبض ٹٹولی اور پھر اطمینان کی ایک گہری سانس لی۔ کیپٹن شکیل صرف بے ہوش ہو گیا تھا۔ گو اس کی حالت ایسی تھی کہ یہ بیہوشی دائمی بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن جلد ہی ایمبولینس وہاں پہنچ گئی اور پھر کیپٹن شکیل 'چیف آفیسر اور اس آپریٹر کو جو ختم ہو چکا تھا۔ اٹھا کر پہلے سنٹر ہسپتال میں لے جایا گیا۔ صدیقی سے بھی پوچھ گچھ کی گئی۔ کرنل اے بذات خود سنٹر پہنچ گئے۔ پھر صدیقی سے پوچھ گچھ کے بعد انہوں نے اسے ایکسٹو کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کی اجازت دے دی۔

صدیقی خاموشی سے سنٹر کے ایک دورافتادہ کونے میں چلا گیااور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر سے رابطہ قائم کیا جلد ہی سلسلہ مل گیا۔

"صدیقی اسپیکنگ سر۔ اوور۔" صدیقی نے کہا۔

"ایکسٹو دس اینڈ رپورٹ اوور۔"

"ایکسٹو کی مخصوص آواز آئی۔ اور پھر صدیقی نے تمام حالات پوری تفصیل سے ایکسٹو کو سنا دیئے۔

اوہ۔۔۔ کیپٹن شکیل کی اب کیا حالت ہے۔ اوور۔" ایکسٹو کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی تھی۔"

"ڈاکٹروں نے بتلایا ہے کہ اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ صرف سر پر چوٹ آئی تھی۔ باقی محفوظ رہا۔ اوور" صدیقی نے بتلایا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی وہاں عمران کو بھیجتا ہوں۔ تم کیپٹن شکیل کے قریب ہی رہنا۔ اوور۔"

"ٹھیک ہے جناب۔ اوور" صدیقی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل۔"

ایکسٹو نے جواب دیا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ صدیقی نے واپس ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور پھر اٹھ کر ہسپتال کی طرف چل دیا۔

کیپٹن شکیل کو ابھی تک۔۔۔ ہوش نہیں آیا تھا۔ اسے گلوکوز اور خون دیا جا رہا تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے آفیسر تحقیقات میں مصروف تھے جو آفس تباہ ہوا تھا اس کا ملبہ اٹھایا جا چکا تھا اور پھر۔۔۔ بغور معائنے کے بعد پتہ چلا لیا گیا کہ ٹائم بم کہاں فٹ کیا گیا ہے۔ دراصل یہ ٹائم بم نہیں بلکہ وائرلیس چارج بم تھا۔ اس کے ہٹانے کے بعد کام معمول پر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران بھی ایکسٹو کے مخصوص نمائندے کی حیثیت سے سنٹر میں پہنچ گیا۔

عمران سیدھا ہسپتال آیا اور کیپٹن شکیل کی حالت دیکھ کر اسے اطمینان ہوا۔ وہ صدیقی کو ایک طرف لے گیا۔ پھر اس نے اس سے تمام حالات تفصیل سے معلوم کئے۔ اور وہ آفس اور مشین بھی چیک کی۔

اب وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے کرنل اے سے بات چیت کی۔ کرنل اے غیر ملکیوں کی ان سرگرمیوں سے بے حد پریشان تھا۔ گو ابھی تک منصوبے کی اصل اسکیم اور اس کے مقاصد کا ان کو پتہ نہیں چل سکا تھا مگر جس تیز رفتاری سے ان کی تخریب سرگرمیاں جاری تھیں ان سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جلد ہی منصوبے اور اس کا اصل محل وقوع کا پتہ چلا لیں گے اور یہ ملک کے لئے عظیم نقصان دہ ہو گا۔

پھر کیپٹن شکیل ہوش میں آ گیا۔ اس نے کرنل اے اور عمران کو تفصیل سے بیان دیا اور ٹرانسمیٹر کی گفتگو اس نے سنی تھی وہ بھی سنا دی۔

عمران اور کرنل اے تفصیلات سن کر سوچ میں گم ہو گئے۔ حالات ان کے اندازے سے کہیں زیادہ مخدوش تھے۔ عمران نے کرنل اے کو کہا کہ وہ سنٹر کے ہر آدمی کی اچھی طرح چیکنگ کرے۔ نامعلوم اور کتنے آدمی مجرموں سے ملے ہوئے ہوں گے اور پھر کیپٹن شکیل کو اپنی کار میں ڈال کر وہ دانش منزل آ گیا۔ تا کہ یہاں اس کا علاج صحیح طریقے سے ہو سکے۔ صدیقی بھی ساتھ تھا۔

عمران اب سوچ رہا تھا کہ مجرموں کے سرغنے پر فوراً ہاتھ ڈال دینا چاہیئے کیونکہ معاملہ بے حد نازک تھا اور کہیں ڈھیل دینے سے مجرم ملک کا بدترین نقصان کر دینے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ چنانچہ انہیں دانش منزل چھوڑ کر اس نے جیگر والا میک اپ کیا اور پھر ٹونی کی طرف چل پڑا۔ کیونکہ فی الحال یہی ایک ذریعہ تھا۔ جس کے ذریعے وہ مجرموں پر ہاتھ ڈال سکتا تھا۔

اس نے کار ٹونی کے اڈے سے کافی دور روکی اور پھر اتر کر پیدل ہی اڈے کی طرف چل پڑا۔ جب وہ اڈے میں داخل تو اسے صفدر ایک بیرے کے روپ میں نظر آگیا۔ عمران نے اسے آنکھ ماری اور صفدر زیر لب مسکرا دیا۔ وہ خود چلتا ہوا سیدھا ٹونی کے مخصوص آفس کی طرف بڑھ گیا۔

ٹونی آفس میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے آثار تھے۔ جیگر کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔

"آؤ آؤ جیگر تم کہاں چلے گئے تھے۔ میں نے تمہیں بے حد تلاش کرایا مگر تمہارا کہیں بھی پتہ نہ چل سکا۔

"میں چند دنوں کے لئے ذرا اپنے آبائی چہر چلا گیا تھا۔ چند ضروری معاملات نپٹانے تھے۔ کیا بات ہے کوئی خاص پریشانی ہے۔

عمران کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"ہاں اس بلیو اسٹار والے معاملے نے تنگ کر دیا ہے۔ "ٹونی کے لہجے میں دوبارہ پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے۔

"کیا بات ہے۔ "عمران نے دوبارہ دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"بات کیا ہونی ہے اس سالے عمران کا چکر ہے۔"

"ٹونی نے کہا۔ اور عمران کی اپنا لقب سن کر طبیعت صاف ہو گئی۔

"وہ کیسے؟ "عمران نے بڑی مشکل سے تلخ گھونٹ حلق سے اتارا۔

"وہ مل ہی نہیں رہا نہ جانے کہاں غائب ہو گیا۔ کئی دنوں سے اس کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی ہے۔ لیکن وہ فلیٹ پر آیا ہی نہیں ہے۔"

ٹونی نے جواب دیا۔

"پھر اب؟"

عمران نے سوال کیا لیکن اس سے پہلے کہ ٹونی کوئی جواب دیتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ ٹونی نے پھرتی سے ریسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"ہیلو ٹونی اسپیکنگ۔"

ٹونی کی آواز میں رعب تھا۔

"بلیو اسٹار۔ "دوسری طرف سے آواز آئی اور ٹونی چونک پڑا۔

عمران بھی بلیو اسٹار کا لفظ سن کر چونکا اور پھر اس نے گفتگو کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کر لی۔

"فرمایئے "ٹونی کا لہجہ قدرے نرم پڑ گیا۔

"علی عمران کا کیا ہوا۔ دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔"

"وہ مل ہی نہیں رہا۔۔۔ فلیٹ پر آتا ہی نہیں۔ "ٹونی نے جواب دیا

"یہ تمہاری کارکردگی ہے۔ تین دن ہو گئے ہیں۔ میں تمہیں کہتے ہوئے اور ابھی تک تمہیں عمران کا پتہ ہی نہ چل سکا کہ وہ کہاں ہے۔ "بلیو اسٹار کے لہجے میں غصے کے ساتھ جھنجلاہٹ بھی تھی۔

"اب وہ نہ ملے تو کیا کیا جا سکتا ہے۔"

ٹونی کو بھی غصہ آ گیا۔

"سنو اسے پورے شہر میں تلاش کراؤ، اور سنو اس کی اس بار نگرانی

نہیں کرنی بلکہ جہاں نظر آئے اسے گولی مار دو۔ میں ہر قیمت پر اس کی لاش چاہتا ہوں۔"

بلیو اسٹار نے سخت لہجے میں کہا۔

"او کے، میں کوشش کرتا ہوں جیسے وہ نظر آیا اسے گولی مار دی جائے گی۔"

ٹونی نے جواب دیا۔

اور پھر شاید رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹونی نے ریسیور رکھ دیا۔

"جیگر یہ کام تم کرو۔ میں تمہیں عمران کا حلیہ اور اس کے فلیٹ کا پتہ بتلائے دیتا ہوں۔ تم کسی طرح اس کا پتہ چلا لو۔" ٹونی نے عمران کی تلاش کی ذمہ داری عمران پر ہی ڈال دی۔

"ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں۔"

عمران نے جواب دیا اور پھر جیگر نے عمران کا ہی حلیہ اسے تفصیل سے بتلانا شروع کر دیا۔

"اوہ، اسے تو میں جانتا ہوں۔" عمران کا حلیہ سُننے کے بعد کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے" ٹونی بری طرح اچھل پڑا۔

"ہاں" عمران نے بڑے اطمینان نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ؟" ٹونی نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"اس کا صحیح پتہ کسی کو بھی نہیں معلوم۔ وہ بے حد خطرناک اور چالاک آدمی ہے۔ میرے خیال میں میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔ مگر اسے گولی مارنا کارے وارد ہے۔ اس کی ہزار آنکھیں ہیں۔"

عمران نے اسے ٹالتے ہوئے دوسرا موضوع شروع کر دیا۔

"ایک دفعہ اس کا پتہ چل جائے۔ پھر چاہے وہ کروڑ آنکھیں رکھتا ہو۔ لیکن ریوالور کی ایک آنکھ سے نہیں بچ سکتا۔" ٹونی نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں چلتا ہوں اگر وہ مل گیا تو ٹیلی فون پر تمہیں اطلاع کر دوں گا۔ گولی مارنے کا انتظار تم خود کر لینا۔" عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم بے فکر رہو۔ تم صرف اس کا پتہ بتا دو کہ وہ کہاں ہے پھر اسے گولی مارنا میرا کام ہے۔" ٹونی نے کہا اور پھر عمران اس سے ہات ملا کر باہر نکل آیا۔ اس کے ذہن میں ایک سکیم آئی تھی وہ اس پر عمل کرنا چاہتا تھا۔

*****

کمرے میں نمبرون کے علاوہ تین آدمی بھی موجود تھے۔ تینوں گہری سوچوں میں غرق تھے۔

"حالات بہت بگڑ گئے ہیں۔ ادھر سنٹر میں ہمارے دونوں آدمی ختم ہو گئے ہیں۔ ادھر عمران بلیو آئی کو سمجھ ہی گیا تھا۔ اگر ہم نے اسے فوری تباہ نہ کر دیا ہوتا۔"

نمبر ون نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

میرے خیال میں سب سے پہلے ہمیں عمران کو ختم کرنا چاہیے۔ ایک تیسرے آدمی نے تجویز پیش کی۔

"میں نے ٹونی کو فون کر کے عمران کو ختم کرنے کا حکم دیا۔" نمبر ون نے جواب دیا۔

"کیا ٹونی یہ کام کر لے گا" دوسرے آدمی نے پوچھا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں اپنے آدمیوں کو سکرین میں نہیں لانا چاہتا ہوں۔ اس لیے مجبوراً غنڈوں کی مدد لینی پڑ رہی ہے۔

"کیا خیال ہے اگر عمران کو گرفتار کر کے اس میں بلیو آئی فٹ کر دی جائے۔ اس طرح اس کی ہر حرکت ہماری نظروں میں رہے گی۔"

ایک آدمی نے تجویز پیش کی۔

"گڈ آئیڈیا۔"

نمبر ون نے فوراً جواب دیا اور باقی لوگوں نے بھی اس آئیڈیے کی تائید کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ کمانڈر انچیف کو کلیو تو ختم ہوا۔ میرا خیال ہے اب ملٹری انٹیلیجنس کے سربراہ کرنل اے کو بلیو آئی فٹ کر دی جائے۔ وہ اس معاملے میں اہم مہرہ ثابت ہو سکتا ہے۔

اسی آدمی نے جس نے عمران کے متعلق تجویز پیش کی تھی رائے پیش کی۔

"ہاں کرنل اے اس کام کے لیے صحیح ترین آدمی ہے۔ مگر اس کی آنکھ میں بلیو آئی فٹ کرنا کار وارد ہے۔" نمبر ون نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ اس بات کو مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں آج ہی اس مشن پر روانہ ہو جاتا ہوں۔"

اس آدمی نے جس نے تجویز پیش کی۔ اس نے کام کے لیے اپنی خدمات پیش کر دیں۔

"ٹھیک ہے اگر تم آج یہ کام کر دو تو ہم کل ہی اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے۔" نمبر ون نے جواب دیا۔

"اوکے میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔" اس آدمی نے جواب دیا۔

"تم آپریشن کٹ اور ایک بلیو آئی سٹاک سے لے لو۔"

نمبر ون نے حکم دیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ میٹنگ برخاست ہو گئی۔ وہ تینوں نمبر ون سے ہاتھ ملا کر باہر نکل گئے۔

ان کے جانے کے بعد نمبر ون نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور پھر ٹونی کو عمران کو قتل کرنے کی بجائے اسے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر وہ مختلف کمروں سے ہوتا ہوا آپریشن روم میں آیا۔

نوجوان سپر وائزر اس کے قریب آ گیا۔

"نمبر تھری رات کرنل اے کو بلیو آئی فٹ کرنے جائے گا۔ اسے ویژن مشین دے دینا اور اس کی تمام نقل و حرکت کی مکمل نگرانی ہونی چاہیے" نمبر ون نے سپر وائزر کو حکم دیا۔

"اوکے سر۔"

سپر وائزر نے جواب دیا۔ پھر تھوڑی دیر تک نمبر ون بغور مشینوں کی حرکات دیکھتا رہا پھر واپس آ گیا۔

اپنے کمرے میں آکر وہ چند لمحے تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر کوٹھی کے ایک حصے میں آیا اس نے اپنی کار نکالی اور کوٹھی سے باہر نکل آیا۔ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ کنگ روڈ پر آیا جہاں عمران کا فلیٹ تھا۔ اس نے عمران کے فلیٹ کے سافی دور کار روکی اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمران کے فلیٹ کے قریب ہوتا چلا گیا۔

اس نے ایک لمحے کے لیے ادھر اُدھر دیکھا پھر وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اس نے اپنی جیب کو تھپتھپایا اور اس میں ریوالور کی موجودگی کا احساس کر کے اطمینان کر لیا پھر جلد ہی وہ فلیٹ کے دورازے پر پہنچ گیا۔

دروازہ بند تھا۔

اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اندر گھنٹی بجنے کی آواز آئی۔ وہ دوازہ کھلنے کا انتظار کرتا رہا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور پھر سلیمان کی شکل نظر آئی۔

"مسٹر عمران فلیٹ میں ہیں۔" نمبرون نے بڑے نرم لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں جناب۔ مسٹر عمران تو کب کے فوت ہو چکے ہیں۔ اب تو منکر نکیر ان سے حساب کتاب بھی لے چکے ہوں گے اور میرا خیال ہے کہ انہیں لازمی جہنم میں بھیج دیا گیا ہو گا کیونکہ وہ بیچارے کادی سے زیادہ حد تک شریف واقع ہوئے تھے۔"

سلیمان نہ جانے کس موڈ میں تھا کہ اس نے پوری تقریر جھاڑ دی۔

"شٹ اپ"

نمبرون کو غصہ آگیا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نالی سلیمان کے سینے پر رکھ دی۔

"اندر چلو" اس کے لہجے میں بھیڑیئے جیسی غراہٹ تھی۔

سلیمان کا رنگ زرد پڑ گیا اور پھر اس نے خاموشی سے راستہ چھوڑ دیا، نمبرون اندر آگیا۔

"اب بتلاؤ عمران کہاں ہے ورنہ گولی مار دوں گا۔"

نمبرون نے پیر سے دروازہ بند کرتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں سلیمان سے سوال کیا۔

"بتلا تو چکا ہوں صاحب۔۔۔ کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔" سلیمان نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

"اچھا تو پھر تم بھی ان کے پیچھے جاؤ۔"

نمبرون کے لہجے میں بے پناہ تلخی ابھر آئی۔ اس نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھا دیا۔ اب تو سلیمان کے چھکے ہی چھوٹ گئے۔

فلیٹ میں وہ اس وقت اکیلا ہی تھا۔ عمران کافی دنوں سے غائب تھا اور ادھر نمبرون کے لہجے سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ گولی مارنے میں قطعی دریغ نہیں کرے گا۔"

"بھبھ۔۔۔ بھائی صاحب۔۔۔ میں تو بالکل بے قصور ہوں۔ خدا کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں۔"

سلیمان کی آواز بھیک مانگ رہی تھی۔

"آخری دفعہ پوچھتا ہوں کہ سچ سچ بتلا دو کہ عمران کہاں ہے۔"

نمبرون سانپ کی طرح پھنکارا۔

"مجھے معلوم نہیں۔ وہ کافی دنوں سے غائب ہیں۔۔۔" سلیمان نے اب اصل بات بتلا دی۔

"ہونہہ تم اب بھی جھوٹ بول رہے ہو۔" نمبرون کو سلیمان کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"خدا کی قسم میں سچ بول رہا ہوں۔" سلیمان اسے ہر ممکن طریقے سے یقین دلانا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے، منہ دوسری طرف کرو۔" نمبرون نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور سلیمان بڑی فرمانبرداری سے گھوم گیا۔

اور پھر اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ نمبرون نے بڑی پھرتی سے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر رسید کیا تھا۔ وار شاید کافی قوت سے پڑا تھا۔ کیونکہ دوسرے لمحے سلیمان کٹے ہوئے شہتیر کی مانند فرش پر گرا۔

نمبرون نے دروازہ بند کر کے اندر سے چٹخنی چڑھائی اور پھر اس نے انتہائی تیزی سے فلیٹ کی تلاشی لینی چاہی۔

مگر عمران کے فلیٹ میں کیا تھا جو اسے ملتا؟

ایکسٹو والا ٹیلی فون مخصوص کمرے میں ایک خفیہ الماری کے اندر اس طرح فٹ کیا گیا تھا کہ جب تک اس میکنزم کا کسی کو پتہ نہ ہو وہ اس ٹیلیفون کو ڈھونڈ ہی نہیں سکتا تھا۔ ادھر نمبرون کو اس کمرے میں ٹیلیفون کی موجودگی کا علم ہی نہیں تھا۔ اس لیے ان نے زیادہ دھیان نہیں دیا۔

جب تلاشی میں کوئی کی چیز اسے نہیں ملی تو وہ قدرے مایوس سا ہو گیا۔ نہ جانے وہ کس چیز کی تلاش میں یہاں تک آیا تھا۔ آخر اس نے دروازے کی چٹخنی کھولی اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا ہوا وہ سڑک پر پہنچا اور پھر اس کا رخ اپنی کار کی طرف ہو گیا۔

*****

کرنل اے اپنی خواب گاہ میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔

رات کے دو بجے کا عمل تھا۔ ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ کرنل اے کی کوٹھی میں بھی اس وقت سکوت طاری تھا۔

کوٹھی میں موجود تمام ملازم اپنے اپنے کوارٹروں میں سوئے ہوئے تھے البتہ کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں خوفناک قسم کے کتے آزاد پھر رہے تھے اور کوٹھی کے گیٹ کے پاس کوٹھڑی میں چوکیدار ہاتھ میں رائفل لیے نیند کے جھونکے لے رہا تھا۔

کرنل اے دراصل موجودہ حالات کے متعلق سوچ رہا تھا۔ ایک عجیب سا چکر چل گیا تھا۔ کسی بھی لمحے مجرم خفیہ منصوبے کی تفصیلات سے آگاہ ہو سکتے تھے اور کوئی ایسا کلیو ہاتھ نہیں آ رہا تھا جس پر چل کر وہ مجرموں پر ہاتھ ڈال دے۔ اب تک ایسا ہی ہوا تھا جس پر بھی شبہ ہوتا وہ یا تو ختم کر دیا جاتا تھا یا ختم ہو جاتا تھا۔ مجرم ابھی تک پردے میں تھے۔

کمانڈر انچیف کی آنکھ ضائع ہونے پر وہ بے حد تشویش میں مبتلا تھا اور اسی سوچ بچار نے اسے بے چینی سے ٹہلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ مجرم کسی وقت بھی اپنا وار کر سکتے تھے۔

کوٹھی سے تھوڑی دور ایک درخت کے نیچے ایک سیاہ پوش تاریکی کا ہی حصہ بنا ہوا موجود تھا اس کی نظریں کوٹھی پر ٹکی ہوئی تھیں۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کوٹھی کی پشت پر آ گیا۔

اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ پھر وہ بڑی آہستگی اور احتیاط سے کوٹھی کی پشتی دیوار پر ہاتھوں کے بل چڑھ گیا۔

اس کے اوپر ہوتے ہی کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں گھومنے والے کتوں نے زور زور سے بھونکنا شروع کر دیا۔ اس سیاہ پوش نے بازو کے ساتھ لٹکے ہوئے تھیلے سے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے نکال کر کمپاؤنڈ میں پھینکنے شروع کر دیئے۔

پھر جلد ہی کتوں کا بھونکنا ہلکی ہلکی خراہٹوں میں تبدیل ہو گیا۔ کتے گوشت پر ٹوٹ پڑے تھے۔

چند لمحوں بعد کمپاؤنڈ میں خاموشی چھاگئی۔

وہ سیاہ پوش تیزی سے نیچے اترا اور پھر تقریبا زمین پر رینگتا ہوا کوٹھی کی اصل عمارت کی طرف چل دیا۔

جلد ہی وہ عمارت کی پشت پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے ایک کھڑکی کو ہلکا سا دبا کر دیکھا، مگر کھڑکی بند تھی۔

اس نے جیب سے ٹیپ اور ہیرے کے پوائنٹ والا قلم نکالا پھر ایک جگہ لگا کر اس قلم سے شیشے کو چوکور کاٹنے لگا۔ پھر انگوٹھے کی ہلکی سی ٹھوکر سے شیشے کا وہ ٹکڑا کٹ کر علیحدہ ہو گیا۔ لیکن ٹیپ کی وجہ سے وہ نیچے نہیں گرا۔ بلکہ ٹیپ کے ساتھ لٹکا رہا۔

سیاہ پوش نے وہ ٹکڑا ٹیب سے چھڑا کر زمین پر ایک طرف آہستگی سے رکھ دیا۔

اب اس نے اس خلا میں ہاتھ ڈال کر چٹخنی گرا دی۔ اب کھڑکی آرام سے کھل گئی۔ سیاہ پوش ایک لمحے تک آہٹ لیتا رہا۔ پھر وہ کھڑکی سے ہوتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ اس نے ایک کونے میں موجود دروازے کا ہینڈل پکڑ کر آہستہ سے کھینچا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔

اب وہ ایک خاصے وسیع کمرے میں تھا۔

پیروں میں کریپ سول جوتوں کی وجہ سے اس کے قدموں کی ہلکی سی چاپ بھی پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اسی طرح مختلف کمروں سے ہوتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر رُک گیا۔

اس کمرے کی دہلیز سے تیز روشنی کی کرن باہر نکل رہی تھی۔ اس نے کی ہول سے آنکھ لگا دی اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے کہ کرنل اس کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایک آرام کرسی پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

سیاہ پوش نے کھڑے ہو کر تیزی سے جیب سے شیشے کا ایک پمپ نما آلہ نکالا اور پھر اس کی نال کی ہول پر رکھ کر آلے کے پیچھے لگے ہوئے ربڑ کے پمپ کو آہستہ آہستہ دبانے لگا۔ کافی دیر تک وہ یہ عمل کرتا رہا۔ پھر اس نے پمپ علیحدہ کر لیا۔ اب اس نے تھیلے سے گیس ماسک نکال کر چہرے پر چڑھایا اور پھر دروازے کے لاک میں ایک پتلی سی تار ڈال دی۔ وہ تین دفعہ تار گھمانے سے لاک ایک ہلکی سی کلک کی آواز پیدا کرتا ہوا کھل گیا۔

اس نے دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔

کرنل اے اسی طرح کرسی پر بیٹھا تھا۔ البتہ اب اس کی گردن پیچھے کی طرف لٹکی ہوئی تھی وہ تیز گیس کی وجہ سے بے ہوش تھا۔

نقاب پوش نے مڑ کر دروازہ بند کیا۔ اس نے بے ہوش کرنل اے کو اٹھا کر بستر پر لٹا دیا۔ دوسرے لمحے اس نے جیب سے ایک بڑا سا ڈبہ نکال کر بیڈ پر رکھا۔ ایک لمحے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر جھک کر بے ہوش کرنل اے کی دائیں آنکھ کھول کر بغور دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ڈبے سے ایک چھوٹی سی سیر ریز مشین نکالی اور کرنل اے کی دائیں آنکھ کو مشین کے پوائنٹ کے سامنے رکھ کر اس نے بٹن دبا دیا۔

ایک انتہائی تیز مگر باریک سی شعاع مشین کے پوائنٹ سے نکلی۔ وہ چند لمحے بڑی احتیاط سے آنکھ کی پتلی کے ارد گرد شعاع دکھاتا رہا پھر اس نے ایک باریک سی چمٹی اٹھا کر کرنل کی آنکھ کی پتلی اٹھالی۔

اس نے پتلی ڈبے میں ڈالی اور ڈبے میں موجود ایک چھوٹے سے شیشے کے بکس میں ایک محلول میں تیری ہوئی آنکھ کی پتلی چمٹی سے اٹھا کر بڑی احتیاط سے آنکھ سے نکالی ہوئی پتلی کی جگہ پر جمائی اور پھر مشین سے دوبارہ اس کے ارد گرد شعاع ڈالنے لگا۔

چند لمحوں تک اس نے یہ عمل دہرایا۔ پھر مشین بند کر کے اس نے ڈبے میں ڈال دی۔ پھر اس نے ڈبہ بند کیا اور اسے اپنے اوور کوٹ کی بڑی جیب میں منتقل کر دیا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے بغور اس آپریش شدہ آنکھ کا معائنہ کیا اور پھر اطمینان سے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر آیا۔ مختلف کمروں سے ہوتا اسی کھڑکی کے راستے سے باہر نکل آیا۔ پھر وہ تیزی سے زمین پر رینگتا ہوا دوبارہ کوٹھی کی پشتی دیوار کے قریب آ کر رک گیا۔ چن لمحوں بعد وہ دیوار پر سے ہوتا ہوا دوسری طرف کود گیا۔

اب وہ آہستہ آہستہ کوٹھی سے دور ہوتا چلا گیا۔ کافی دور ایک درخت کے نیچے کار موجود تھی۔ وہ کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا اور پھر کار کا انجن جاگا اور دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

****

عمران ٹونی کے اڈے سے نکل کر دوبارہ دانش منزل پہنچا۔ اس نے جیگر والا میک اپ صاف کیا اور پھر کیپٹن شکیل کے کمرے میں گیا۔ کیپٹن شکیل اب پہلے سے کافی بہتر تھا۔ وہاں سے ہوتا ہوا وہ دانش منزل سے باہر آیا اور پھر اس نے کار کا رخ اپنے فلیٹ کی طرف کر دیا۔

وہ پچھلے کئی روز سے فلیٹ میں نہیں گیا تھا اور پھر جس سکیم پر عمل کرنا چاہتا تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ فلیٹ میں موجود رہے۔

ابھی اس کی کار فلیٹ سے کافی دور تھی کہ دور سے ایک آدمی اپنے فلیٹ کی سیڑھیاں اترتا ہوا نظر آیا۔

یہ کوئی غیر ملکی تھا۔

عمران نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا اور پھر کار فلیٹ سے آگے بڑھاتا چلا گیا۔ اس نے حتی الامکان کوشش کی تھی کہ اجنبی اسے نہ دیکھ سکے۔

ادھر اجنبی شاید اپنے خیال میں تھا اس لیے اس نے طائرانہ سی نظر بھی عمران پر نہ ڈالی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے کافی دور آگے جا کر اپنی کار روک دی اور بیک مرر کو سیٹ کر کے اجنبی کو دیکھنے لگا۔ اجنبی فٹ پاتھ پر چلتا ہوا کافی دور کھڑی کار کے قریب جا کر رک گیا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر کار بیک ہو کر مڑنے لگی۔

عمران اب شش و پنج میں تھا۔ وہ نہ اس اجنبی کو جانتا تھا کہ نہ ہی اسے پتہ تھا کہ اجنبی اس کے فلیٹ میں کیا کرنے گیا تھا۔

کار اب مڑ کر آگے بڑھ رہی تھی۔

چند لمحوں کی کش مکش کے بعد آخر عمران نے اس کے تعاقب کا فیصلہ کر لیا۔ پھر اس نے کار بیک کی اور اسے تیز رفتاری سے آگے بڑھا دیا۔ ٹریفک گو کافی تھی مگر عمران نے اجنبی کی کار کو نظر میں ہی رکھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کے قریب جانے میں کامیاب ہو گیا۔

اس نے کار کے نمبر ذہن نشین کر لیے۔

کار مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی الفلاح کالونی میں داخل ہو کر ایک کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔

عمران اسی رفتار سے آگے بڑھتا چلا گا۔ کوٹھی کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے کوٹھی کا نمبر دیکھا۔

کوٹھی کا بیرونی پھاٹک اب بند ہو چکا تھا۔ عمران کار آگے بڑھاتا چلا گیا۔ آگے ایک چوک کراس کر کے اس نے کار کو دوبارہ مین روڈ پر ڈال دیا۔ تھوڑی دور ایک پبلک بوتھ اسے نظر آ گیا۔ اس نے کار پبلک بوتھ کے قریب روکی اور پھر اتر کر بوتھ میں داخل ہو گیا۔ ہک سے ریسیور اٹھا کر اس نے دو سکے ڈالے اور نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔

جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"جولیا اسپیکنگ" دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"یس سر" جولیا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"جولیا، نعمانی کو ٹیلی فون کر کے الفلاح کالونی کی کوٹھی 256اے کی نگرانی کی ہدایت کرو۔ اسے بے حد چوکس ہو کر نگرانی کرنی ہو گی اور اگر کوئی خاص رپورٹ ہو تو مجھے فوراً اطلاع دینا۔" عمران نے جولیا کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر، میں ابھی اسے ہدایت کر دیتی ہوں۔" جولیا نے جواب دیا اور عمران نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ بوتھ سے باہر آیا اور پھر اس کی کار آگے بڑھ گئی۔ جلد ہی وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ چکا تھا۔

تمام کمرہ الٹ پلٹ ہو چکا تھا اور سلیمان بے ہوش تھا۔ پہلے اس نے سلیمان کو ہوش میں لے آنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ جلد ہی سلیمان ہوش میں آ گیا۔

"اے سلیمان یہ کیا حرکت ہے تجھے کس چیز کی تلاش تھی؟"

عمران نے اسے ہوش میں آتے ہی اس پر آنکھیں نکالیں۔

"اوہ جناب میرا سر"

سلیمان نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

"کیا ہوا تیرے سر کو" عمران نے یوں پچکار کر پوچھا جیسے کسی بچے کو جو کھیلتے کھیلتے گر گیا ہو دلاسہ دیا جاتا ہے۔

"میرے سر پر ایک اور سر پیدا ہو گیا" سلیمان نے سر پر موجود گومڑ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا، دوسر والا ہو گیا۔ جب دو سر ہیں تو دماغ بھی ڈبل ہوں گے۔ ایک دماغ سے کھانے پینے کی ترکیبیں سوچنا اور دوسرے سے شعر و شاعری کر کے ملک و قوم کی خدمت کرنا۔" عمران نے اسے دونوں دماغوں کا طریقہ استعمال بھی بتلا دیا۔

"آپ شعر و شاعری کی بات کر رہے ہیں۔ مجھے کھانے پکانے کی ترکیبیں ہی یاد نہیں رہیں۔ سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابے ایک ہی وار پر چیں بول گیا۔ ادھر ہم لوگوں کی ہمت کی داد دے کہ دن رات ہمارے سروں پر ریوالور کے دستے برستے رہتے ہیں اور ہم اُف تک نہیں کرتے۔"

عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"آپ کی کیا بات ہے جناب آپ کے سر پر توپ کا گولہ بھی لگ جائے تو وہ بھی آپ کے سر کا کیا بگاڑے گا خود ہی چپٹا ہو کر رہ جائے گا۔" سلیمان نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا چھوڑو اس چکر کو یہ بتلا کہ یہ تلاشی کس نے لی تھی۔" عمران اب سنجیدہ ہو گیا اور پھر سلیمان نے تمام بات بتلا دی۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے۔"

عمران نے ہنکارا بھرا اور پھر کمرے کو بغور دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ اجنبی کون تھا اور تلاشی لینے سے اس کا کیا مقصد تھا۔ وہ کس چیز کی تلاش میں آیا تھا۔

جب کافی دیر تک اس موضوع پر مغزماری کرنے کے باوجود اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو وہ اٹھا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھانا ہی چاہا تھا کہ گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔

عمران نے تیزی سے ریسور اٹھا لیا۔

"صفدر بول رہا ہوں"

دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے مسٹر دفتر کیوں بول رہے ہو کیا زبان پر کھجلی ہو رہی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب، آپ کے فلیٹ پر حملہ ہونے والا ہے۔ چار مقامی بدمعاش آپ کو پکڑنے آ رہے ہیں۔ میں نے ایکسٹو کو ٹیلی فون کیا تھا۔ انہوں نے مجھے آپ کو مطلع کرنے کے لیے کہا تھا۔" صفدر نے جواب دیا۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو؟" عمران نے جان بوجھ کر سوال کیا۔

"میں ایک مقامی بدمعاش کے اڈے سے بول رہا ہوں۔ اسے حکم ملا ہے آپ کو پکڑ کر ایک مخصوص جگہ بھیجنے کا۔" صفدر نے گول مول سا جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں گرفتاری کے لیے تیار ہوں۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

اب وہ اجنبی کا فلیٹ میں آنے کا مقصد سمجھ چکا تھا۔ دراصل تلاشی کا صرف بہانہ ہی تھا۔ وہاں کوئی ایسا آلہ فٹ کیا گیا تھا جس سے عمران کی موجودگی کا اان کو پتہ چل جاتا۔ پھر عمران نے متجسس نظروں سے چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ جلد ہی وہ ایک صوفے کے نیچے جھکا ہوا وسیع حیطہ عمل کا وائرلیس ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس نے ریسیور کے ساتھ لگی ہوئی ایک چھوٹی سی تار کو کھینچ کر توڑ ڈالا۔

اب وہ آلہ ناکارہ ہو گیا تھا۔

اسی لمحے اچانک دروازہ کھلا اور پھر چار مقامی بدمعاش ریوالور تانے اندر داخل ہو گئے۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی۔"

ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا اور عمران نے خاموشی سے ہاتھ اٹھا لیے۔

"میں تو بڑا غریب آدمی ہوں دوستو۔ میں تو قرض لے کر گزارہ کر رہا ہوں۔" عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"بکومت، دوسری طرف منہ کرو۔"

ایک بدمعاش نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور عمران نے بڑی معصومیت سے منہ دوسری طرف کر لیا۔

دوسرے لمحے اس کی توقع کے مطابق اس کے سر پر ریوالور کا دستہ مارا گیا مگر عمران بڑے آرام سے ایک طرف کھسک گیا اور ریوالور کا دستہ اس کے سر کی بجائے دیوار سے جا لگا اور پھر عمران برق رفتاری سے مڑا اور دوسرے لمحے کمرے میں ایک زوردار جنگ چھڑ گئی۔

عمران چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ جوڈو کراٹے کی نپے تلے داروں نے دو بدمعاشوں کو فرش چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ مگر ایک کا مکا اس کے جبڑے پر پڑا اور عمران نے بے ہوش ہو جانے میں عافیت سمجھی۔ گو وہ مکا ایسا تھا کہ مکا مارنے والے نے تکلف برتا ہو۔ مگر عمران بے ہوش ہو گیا۔

"بڑی جلدی ڈھیر ہو گیا" مکا مارنے والے نے تعجب سے کہا۔

"جوان تو ہے مگر اس میں جان نہیں ہے۔" دوسرے نے جواب دیا۔

عمران نے سلیمان کو ہر بات سمجھا دی تھی۔ اس لیے اس نے مداخلت نہیں کی تھی وہ باورچی خانے کا دروازہ بند کیے بیٹھا رہا۔

عمران کو بے ہوش کر کے بدمعاشوں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ پھر جلد ہی وہ دونوں ہوش میں آ گئے اور پھر چاروں نے عمران کو یوں اٹھا لیا جیسے کسی زخمی کو لے جا رہے ہوں۔ فلیٹ کے نیچے موجود کار میں عمران کو لٹا کر وہ اطمینان سے بیٹھ گئے اور کار آگے بڑھ گئی۔

اپنے مقصد میں کامیابی نے انہیں اتنا خوش کر دیا تھا کہ انہوں نے اپنے تعاقب کا بھی خیال نہ رکھا۔

ایک موٹر سائیکل کافی فاصلے سے ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ موٹر سائیکل پر چوہان تھا۔

ایکسٹو نے صفدر کا ٹیلی فون ملتے ہی چوہان کو عمران کے فلیٹ کی نگرانی کا حکم دے دیا۔

بدمعاشوں کی کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ایک سنسان سی سڑک پر پہلے سے موجود ایک کالے رنگ کی کار کے پاس جا کر رک گئی۔

کالے رنگ کی کار میں سے دو آدمی باہر نکلے اور انہوں نے بے ہوش عمران کو دوسری کار سے اٹھا کر اپنی کار میں ڈالا اور پھر کار آگے بڑھا دی۔ بدمعاشوں کی کار اگلے چوک سے دوسرے راستے پر مڑ گئی۔

چوہان اب کالے رنگ کی کار کے تعاقب میں چل دیا۔ مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی کار الفلاح کالونی کی کوٹھی نمبر 256 اے کے کمپاونڈ میں مڑ گئی۔ چوہان کوٹھی کا نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

کافی دور آگے جا کر اس نے موٹر سائیکل ایک اور سڑک پر ڈال دی اور ایکسٹو کو رپورٹ دینے کے لئے فون بوتھ کی تلاش کرنے لگا۔۔

عمران کو کار سے نکال کر کوٹھی کے اندر لے جایا گیا اور پھر ایک کمرے میں لے کر اسے فرش پر لٹا دیا گیا۔۔

ایک کرخت آواز گونجی اور پھر ایک آدمی نے عمران کے چہرے پر پانی ڈالا۔

عمران جو دراصل سرے سے بے ہوش ہی نہیں تھا۔ اس جلدی سے اپنا یہ ناٹک ختم کرنے کی سوچی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں، آنکھیں کھول کر وہ چند لمحے اِدھر اُدھر خالی نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اور پھر اس کی آنکھیں یہ دیکھ کر چمک اٹھیں کہ وہی اجنبی جس کا تعاقب اس نے فلیٹ پر سے کیا تھا سامنے موجود تھا۔ کمرے میں دو اور آدمی ہاتھوں میں برین گنیں لئے کھڑے تھے۔۔

"مسٹر عمران آپ میرے سوالوں کا جواب دیں گے۔" اسی اجنبی نے تلخ لہجے میں عمران کو مخاطب کیا۔

"معاف کیجئے مجھے فی الحال نوکری کی تلاش نہیں ہے۔" عمران نے یوں جواب دیا جیسے اجنبی اسے نوکری دینے کے لئے انٹرویو کے لئے کہہ رہا ہو۔

"شٹ اپ اگر زیادہ بکواس کی تو گولی مار دی جائے گی۔" اجنبی کو غصہ آگیا۔

"اچھا آپ ناراض ہو رہے ہیں تو پوچھئے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔" عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا جیسے گولی مارنے کے تذکرے پر اس کی جان نکل گئی ہو۔۔

"ہوں پہلے یہ بتلاؤ کہ کمانڈر انچیف کی آنکھ پر تمہیں شک کیوں ہوا؟" اجنبی نے پہلا سوال کیا۔

"کمانڈر انچیف کی آنکھ پر۔" عمران نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔" اجنبی نے پوچھا۔

"بھلا میرا کمانڈر انچیف سے کیا تعلق اور پھر کمانڈر انچیف کی آنکھ میری سمجھ سے تو تمہارا یہ سوال بالاتر ہے۔" عمران نے جواب دیا،

ہونہہ تو اس کا مطلب ہے تم صحیح جواب دینے پر رضا مند نہیں ہو۔

"ارے آخر مجھے بھی تو پتا چلے کہ تم کیا پوچھ رہے ہو۔ میں ایک غریب سا آدمی میرا بھلا کمانڈر انچیف سے کیا مطلب۔

"بکو مت۔ ہم سب جانتے ہیں۔: اجنبی نے غصے سے چلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا جب سب جانتے ہو تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔" عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"اسے روم نمبر تھری میں لے جاؤ۔" اجنبی نے دونوں آدمیوں جو گنیں تھامیں کھڑے تھے حکم دیا۔

"چلو اٹھو۔" ان میں سے ایک نے برین گن کی نال عمران کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

اور عمران خاموش ہو کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ اسے لے کر کمرے سے باہر نکل آئے۔ دو تین کمروں سے گزرنے کے بعد انہوں نے عمران کو ایک کمرے میں دھکیل کر باہر سے دروازہ بند کر دیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی عمران مڑا اور پھر کمرے میں موجود ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کا جو مقصد تھا حل ہو چکا تھا اس وقت وہ مجرموں کے اڈے تک پہنچ گیا تھا اس نے جو سکیم بنائی تھی وہ بھی یہی تھی کہ جگر کی آواز میں وہ ٹونی کو مطلع کر دیتا کہ عمران اس وقت فلیٹ میں ہے لیکن اسے اتنی تکلیف بھی نہ کرنی پڑی اور اس اجنبی نے فلیٹ میں۔۔۔ ڈکٹا فون فٹ کر کے عمران کی وہاں موجودگی کا پتا چلا لیا۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں اس وقت وہ مجرموں کے اڈے میں پہنچ گیا تھا یہ کامیابی نمبر ایک تھی۔ دوسری کامیابی اس وقت ہوتی جب وہ مجرموں کے طریقۂ کار کا پتہ چلا لیتا۔

ابھی وہ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور دو آدمی برین گن سنبھالے اندر داخل ہوئے۔

چلو تمہیں باس نے بلایا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا اور عمران چپ چاپ اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ اسے لئے ہوئے مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے آئے۔ جہاں وہ اجنبی اور ایک اور آدمی موجود تھا کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی آپریشن ٹیبل پڑی ہوئی تھی۔

اسے میز پر لٹا کر تسموں سے کس دو۔ باس نے آنے والوں کو حکم دیا۔

"مم۔ مگر تم کیا چاہتے ہو۔" عمران نے چہرے پر خوف کے شدید آثار ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

مگر دونوں آدمیوں نے اسے برین گن کی دھمکی دے کر میز پر لیٹنے کے لئے مجبور کر دیا۔ چند ہی لمحوں بعد اسے تسموں سے اچھی طرح کس دیا۔ اب عمران بے بس ہو چکا تھا۔ ویسے سوچ رہا تھا کہ مجرم کیا کرنا چاہتے ہیں۔

"اسے بے ہوش کرو۔" باس نے پاس کھڑے آدمی کو حکم دیا۔

حکم ملتے ہی وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک الماری کھول کر ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور لا کر عمران کی ناک کے ساتھ لگا دیا۔ عمران نے سانس بند کر لی۔

اسے اس آدمی نے بھی محسوس کر لیا اور دوسرے ہی لمحے اس نے عمران کے پیٹ پر ایک زوردار مکا مارا۔ عمران نے بے اختیار سانس لی اور یہی اس آدمی کا مقصد تھا۔

عمران کے سانس لیتے ہی شیشی میں موجود دوا اس کے دماغ پر چڑھ گئی۔ اور چند ہی لمحوں میں عمران بے ہوش ہو چکا تھا۔

"اب اس کی آنکھ میں بلیو آئی فٹ کر دو۔" باس نے عمران کو بے ہوش دیکھ کر کہا۔

"بہتر جناب۔" اس آدمی نے کہا اور پھر وہ الماری سے آپریشن کٹ نکالنے لگا۔

بلیک زیرو کو نعمانی اور چوہان دونوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ دی۔ رپورٹ ملتے ہی بلیک زیرو نے صفدر کو ٹیلی فون کیا جو مارٹن کے روپ میں ٹونی کے اڈے پر موجود تھا۔

"مارٹن سپیکنگ۔"

دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید اڈے کے کاؤنٹر ٹیلی فون سے بات کر رہا تھا۔

"ایکسٹو۔" بلیک زیرو نے آہستہ سی آواز میں کہا تا کہ صفدر کے ساتھ موجود آدمی یہ لفظ نہ سن لے۔

"فرمایئے۔" صفدر کی آواز سنائی دی۔

"پبلک بوتھ سے مجھے رنگ کرو فوراً۔" بلیک زیرو نے اسے حکم دیا اور ریسیور رکھ دیا۔

چند ہی لمحوں بعد گھنٹی دوبارہ بجی۔

"صفدر سپیکنگ سر۔" دوسری طرف سے صفدر اپنی اصل آواز میں بولا۔

"صفدر تم فوراً الفلاح کالونی کی کوٹھی نمبر 256 اے پر پہنچو۔ نعمانی وہاں پہلے سے موجود ہے۔ میں کیپٹن شکیل کو بھی بھیج رہا ہوں۔ عمران کو اغوا کر کے اسی کوٹھی میں لے جایا گیا ہے۔ ٹرانسمیٹر واچ پر عمران اگر تمہیں کوئی ہدایت دے تو اس پر عمل کرنا۔" ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔" صفدر نے جواب دیا۔

"او کے۔" ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ریسیور رکھا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

وہ ابھی تک مارٹن کے میک اپ میں تھا۔ اس نے ایک ٹیکسی پکڑی اور اسے الفلاح کالونی چلنے کے لئے کہا۔

ٹیکسی چل پڑی جلد ہی صفدر الفلاح کالونی پہنچ گیا۔

"کہاں جانا ہے؟" ڈرائیور نے صفدر سے سوال کیا۔

"یہیں چوک پر اتار دو۔" صفدر نے جواب دیا اور پھر نزدیکی چوک پر ٹیکسی رک گئی۔

صفدر نیچے اترا اس نے کرایہ ادا کیا اور اس وقت تک وہیں ٹھہرا رہا جب تک ٹیکسی مڑ کر کافی دور نہ چلی گئی۔

کوٹھیوں کے نمبروں پر نظر ڈالتے ہوئے وہ جلد ہی کوٹھی نمبر 256 اے کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اسے کیپٹن شکیل اور نعمانی بھی نظر آ گئے۔ صفدر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ ٹھیک ہو گئے۔" صفدر کے قریب جا کر کیپٹن شکیل نے کہا اور کیپٹن شکیل جواباً صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔ صفدر اس وقت مارٹن کے میک اپ میں تھا۔ اس لئے وہ پہچان نہیں سکا تھا۔

"تم کون ہو۔" کیپٹن شکیل نے قدرے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"تم پہچانے نہیں میں صفدر ہوں۔" صفدر نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ اصل آواز میں بولا تھا۔

"اوہ صفدر تم۔ بھئی کمال کا میک اپ کیا ہے پورے غنڈے معلوم ہو رہے ہو۔" کیپٹن شکیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ہاں آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" صفدر نے پوچھا۔

"ٹھیک ہی ہوں تبھی تو ایکسٹو نے ڈیوٹی لگائی ہے۔" کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔" صفدر نے پوچھا۔

"پروگرام کیا مجھے تو ایکسٹو نے یہاں پہنچنے کا حکم دیا اور کہا کہ صفدر تمہیں پوزیشن بتلا دے گا۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"عمران کو اس کوٹھی میں لے جایا گیا ہے۔ میرے خیال میں مجھے کوٹھی کے اندر داخل ہو کر حالات دیکھنے چاہئیں۔ کہیں عمران صاحب کسی مصیبت میں نہ پھنس گئے ہوں۔" صفدر نے تجویز پیش کی۔

"جیسے تم کہو ہم تو حکم کے بندے ہیں۔' نعمانی نے جواب دیا۔

یہ لوگ کوٹھی سے کافی دور ایک درخت کے نیچے یوں کھڑے تھے۔ جیسے راہ جاتے دوست آپس میں اتفاقاً ٹکرا گئے ہوں اور اب کھڑے پرانی یادوں کو دہرا رہے ہوں۔

"تو ٹھیک ہے میں اندر جاتا ہوں آپ لوگ باہر ٹھہریئے۔ اگر حالات زیادہ خراب ہوئے تو میں ٹرانسمیٹر واچ کاشن کے ذریعے آپ لوگوں کو اطلاح کر دوں گا۔" صفدر نے کہا اور پھر تینوں علیٰحدہ ہو گئے۔

صفدر ایک اور کوٹھی کی طرف چل دیا۔ وہ اس کوٹھی کی بائیں سائیڈ سے ہوتا ہوا پشت پر آ گیا اور پھر مختلف کوٹھیوں کی پشت پر سے ہوتا ہوا وہ اصل کوٹھی کی پشت پر آ گیا۔

اس نے اس کوٹھی کی پشتی دیوار کے قریب آ کر قدرے دم لیا۔ پہلے تو اِدھر اُدھر محتاط نظروں سے دیکھا کہ کوئی آدمی اسے چیک تو نہیں کر رہا پھر اطمینان ہوتے ہی وہ ایک ہی جمپ میں دیوار کے اوپر چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور صفدر اندر کود گیا۔ کوٹھی میں سکوت طاری ہو گیا۔ چند لمحوں تک صفدر زمین پر پڑا دھماکے کر رد عمل کا جائزہ لیتا رہا پھر آہستہ آہستہ اصل عمارت کی طرف رینگنے لگا۔ جلد ہی وہ برآمدے کے قریب پہنچ گیا۔

برآمدہ خالی تھا۔ صفدر اٹھا اور پھر آہستہ سے برآمدے میں دو کمروں کے دروازے تھے، ایک دروازہ کھلا تھا۔ صفدر کچھ دیر سن گن لیتا رہا۔ پھر آہستہ سے دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔ ریوالور اس کے ہاتھوں میں تھا وہ جس کمرے میں داخل ہوا تھا وہ خالی تھا۔

ابھی صفدر کمرے کا احتیاط سے جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک ایک کھٹکا ہوا اور پھر سامنے کی دیوار اپنی جگہ سے ہٹنے لگی۔ صفدر جھپٹ کر دیوار کے پاس کھڑی ہوئی ایک الماری کے پیچھے چھپ گیا۔

دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور اس میں سے ایک نوجوان آدمی باہر نکلا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا پھر کونے میں موجود ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد صفدر بھی اسی دروازے کے قریب آیا پھر کوئی آہٹ نہ پا کر وہ بھی اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کمرے کے کونے میں اسے نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں۔

صفدر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان سیڑھیوں کے قریب پہنچا ایک لمحے کے لئے وہ نیچے جاتی ہوئی سیڑھیوں کا معائنہ کرتا رہا جیسے نیچے اترنے کے متعلق فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ پھر اس نے یوں سر جھٹکا جیسے وہ کسی فیصلے تک پہنچ گیا ہو اور پھر وہ قدم بڑھا کر سیڑھیاں اترنے لگا۔

سیڑھیاں ایک راہداری میں ختم ہوئیں وہ اس راہداری میں پہنچ گیا راہداری کے سرے پر ہی ایک دروازہ تھا جس کی دہلیز سے روشنی کی شعاعیں باہر نکل رہی تھیں صفدر آگے بڑھا اور اس نے کی ہول سے آنکھیں لگا دیں۔ اندر کا منظر دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

سامنے ایک آپریشن ٹیبل پر اسے عمران بندھا ہوا نظر آیا اس کے پاس ہی دو آدمی موجود تھے اور وہ نوجوان جس کے پیچھے وہ یہاں تک آیا تھا وہ بھی وہیں موجود تھا اس نے کی ہول سے آنکھ ہٹا کر کان لگا دیا۔ اس کے کان میں چند ہی الفاظ پڑے۔

کرنل اے بلیو آئی اور سنٹر کا تذکرہ ہو رہا تھا۔

پھر جب اس نے کی ہول سے آنکھ لگائی تو اس نے اسی لمحے نوجوان کو دروازے کی طرف مڑتے دیکھا وہ جھپٹ کر دروازے کی دوسری دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

راہداری چونکہ نیم تاریک تھی اس لئے صفدر کا خیال تھا کہ نوجوان اسے نہ دیکھ پائے گا اور وہی ہوا۔ دروازہ کھلا اور پھر وہ نوجوان باہر نکل کر سیڑھیاں طے کرنے لگا اس سے دروازے کی دوسری طرف نظر ڈالنی گوارہ نہیں کی جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو صفدر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھا اس نے کی ہول سے آنکھ لگائی تو وہ چونک پڑا۔

ایک آدمی عمران کی آنکھ پر جھکا ہوا تھا اس نے ہاتھ میں ایک عجیب سی مشین پکڑی ہوئی تھی۔ صفدر اس سچوئیشن پر گھبرا گیا اس نے سوچا کہ جلدی کچھ کرنا چاہیئے کہیں یہ لوگ عمران کے ساتھ کوئی حرکت نہ کر دیں۔ چنانچہ دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور پھر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔

وہ آدمی جو عمران پر جھکا ہوا تھا چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"تم دونوں اپنے ہاتھ اٹھا لو ورنہ۔" صفدر نے انتہائی سخت لہجے میں حکم دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا دور کھڑے دوسرے آدمی نے اس پر فائر کر دیا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ وہ شاید ریوالور ہاتھ میں لئے کھڑا تھا میز کی آڑ ہونے کی وجہ سے صفدر کو وہ ریوالور نظر نہیں آیا تھا۔

صفدر نے ریوالور ہاتھ سے نکلتے ہی اس آدمی پر چھلانگ لگادی جو عجیب سی قسم کی مشین ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ دوسرے آدمی نے دوسرا فائر کیا مگر اب صفدر اس آدمی کی آڑ میں آچکا تھا اور دوسرے ہی لمحے گولی اس کے پیٹ میں گھستی چلی گئی۔

ایک زوردار چیخ سے کمرا گونج اٹھا۔ یہ چیخ اس آدمی کی تھی جس کی آڑ میں صفدر نے پناہ لی تھی صفدر نے ایک جھٹکے سے اس زخمی آدمی کو ایک طرف کیا اور دوسرے ہی لمحے اس نے پوری قوت سے وہ میز جس پر عمران لیٹا ہوا تھا اُلٹادی۔

میز عمران سمیت دوسرے آدمی پر گری اور وہ میز کے نیچے آگیا۔ صفدر نے جھپٹ کر اپنا ریوالور اٹھالیا۔

جھٹکا لگنے سے عمران بھی ہوش میں آگیا تھا مگر وہ میز پر بری طرح کسا ہوا تھا۔ صفدر آگے بڑھا اور پھر اس نے میز کے نیچے سے نکلنے والے آدمی کے سینے پر ریوالور کی نال لگادی۔ جھٹکا لگنے سے اس آدمی کی ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔

"اسے کھولو۔" صفدر نے اسے کرخت لہجے میں حکم دیا مگر اس نے عمران کو کھولنے کی بجائے صفدر کی ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہی لمحے صفدر ایک جھٹکے سے اس آدمی کے سر پر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا واقعی اس آدمی میں بھینسے جیسی طاقت تھی۔

صفدر دوسری طرف گرتے ہی جھٹکے سے اٹھا مگر اس وقت وہ آدمی چھلانگ لگا کر کمرے سے باہر جاچکا تھا۔ دوسرے لمحے دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔ اب سفدر بھی عمران کے ساتھ ہی پھنس چکا تھا۔

"ارے مجھے تو کھولو۔" عمران جو میز کے ساتھ ہی بندھا ہوا تھا چیخا اور صفدر نے زور لگا کر میز سیدھی کی اور پھر پھرتی سے تسمے کھولنے لگا۔

جلد ہی عمران آزاد ہو گیا۔

صفدر نے جب عمران کو بتلایا کہ یہ آدمی جو اس وقت تک ختم ہو چکا تھا مشین لے کر عمران کی آنکھ پر جھکا ہوا تھا تو وہ چونک پڑا اس نے تیزی سے فرش پر پڑی ہوئی مشین اٹھالی۔ ایک لمحے تک اسے دیکھتا رہا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

پھر پاس پڑی ہوئی چھوٹی میز پر ڈبے کو دیکھنے لگا جس میں ایک شیشے کے جار میں ایک انسانی آنکھ کی پتلی تیر رہی تھی اس نے وہ ڈبہ بند کیا اور پھر اسے بھی اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔۔

"اور بھی کوئی ساتھی ہے۔" عمران نے صفدر سے پوچھا۔

"ہاں کوٹھی کے باہر کیپٹن شکیل اور نعمانی۔" صفدر نے جواب دیا۔

تمہارے ہاتھ میں ریوالور ہے اس دروازے کے آٹومیٹک دروازے کو توڑ ڈالو۔ ومران نے صفدر سے کہا اور صفدر چونک پڑا اسے تو خیال ہی نہیں آیا اور پھر وہ ریوالور لے کر لاک کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے لاک کے کی ہول سے ایک زرد رنگ کی گیس اندر داخل ہونے لگی۔

"جلدی کرو صفدر وہ لوگ ہمیں بے ہوش کرنا چاہتے ہیں۔ "عمران نے گیس دیکھتے ہی کہا۔ اور صفدر نے پھرتی سے کی ہول پر گولی چلادی۔ ایک دھماکا ہوااور لاک کے پُرزے اُڑ گئے پھر باہر راہداری میں بھاگنے کی آوازیں آئیں۔ صفدر اور عمران دونوں جھپٹ کر راہداری میں آئے۔

"اِدھر عمران صاحب اِدھر سیڑھیاں ہیں۔ "صفدر نے چیخ کر کہااور پھر وہ دونوں سیرھیوں کی طرف گئے اور سیڑھیوں کے اوپر چڑھتے چلے گئے ابھی ان کا سر باہر نہیں نکلا تھا کہ ان پر فائرنگ ہونے لگی۔

عمران نے صفدر کے کان میں کہااور صفدر نے چھت کے درمیان میں لگے ہوئے بلب کو جو وہاں سے صاف نظر آرہا تھا فائر کر دیا۔ کمرے میں تاریکی چھاگئی۔

"باہر والوں کو کاشن دو جلدی۔ "عمران نے کہااور صفدر نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن کھینچ دیا۔ دوسرے لمحے عمران نے چھلانگ لگائی اور کمرے کے فرش پر جا گرا مگر کچھ نہیں ہوا شاید لائٹ ختم ہوتے ہی وہاں موجود لوگ کمرے سے باہر چلے گئے تھے صفدر بھی کمرے میں آگیا۔ اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکلتے ہوئے باہر آ گئے۔

باہر زور شور سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ کیپٹن شکیل اور نعمانی نے ان لوگوں کو الجھالیا ہے اور یہی فائرنگ ہی تھی جس نے انہیں کمرہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ دونوں جب برآمدے میں پہنچے تو ایک بار پھر ایک سائیڈ سے ان پر فائرنگ ہونے لگی۔ مگر وہ دونوں رینگتے ہوئے پشتی دیوار کے قریب پہنچ گئے اور پھر ایک چھلانگ میں وہ دونوں دیوار سے دوسری طرف کود چکے تھے۔

کمپاونڈ میں گہرے اندھیرے کی وجہ سے دشمن ان پر نظر نہ رکھ سکے تھے۔ باہر نکل کر عمران نے ٹرانسمیٹر واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچا۔

"کیپٹن شکیل اور نعمانی ہم باہر آچکے ہیں فائرنگ بند کر کے بھاگ نکلو۔ "عمران نے کہااور پھر جواب سنے بغیر رابطہ ختم کر دیا۔ پھر وہ مختلف کوٹھیوں کے پیچھے سے ہوتے ہوئے کافی دور مین روڈ پر نکل آ نکلے۔

"وہ لوگ نکل گئے باس۔ "ایک نوجوان نے خوفزدہ لہجے میں کہااور کمرے میں موجود نمبر ون گہری سوچ میں گم ہو گیا۔

"یہ بہت برا ہوا تم لوگ فوراً یہ کوٹھی خالی کر دو اور پوائنٹ نمبر ٹو پر پہنچ جاؤ۔ تمام مشینیں بھی پیک کر کے لے جاؤ۔ "نمبر ون نے کچھ سوچتے ہوئے انہیں حکم دیا۔

"بہتر سر۔ "نوجوان نے جواب دیااور کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی نمبر ون ایک الماری کی طرف بڑھااور پھر اس نے الماری میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر باہر میز ہر رکھااور اس کا بٹن آن کر دیا، ٹرانسمیٹر میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے بلب جلنے بجھنے لگے اور ڈائل پر موجود سوئی حرکت کرنے لگی۔

نمبر ون نے ڈائل باب گھما کر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ایک اور بٹن دبا دیا۔ زوں زوں کی آوازیں آنے لگیں اور ایک سبز بلب جل اٹھا۔

"نمبر ون سپیکنگ۔ آپریشن بلیو آئی۔ اوور۔ "نمبر ون نے سبز بلب جلتے ہی کہا۔

"یس ہیڈ کوارٹر سپیکنگ۔ اوور۔ "دوسری طرف سے ایک کرخت آواز کمرے میں گونجی۔

"باس حالات بگڑ گئے ہیں اوور۔ "نمبر ون کے لہجے میں الجھن تھی۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں اوور۔" دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز میں تلخی ابھر آئی تھی اور پھر نمبرون نے تمام حالات بتلا دیئے

"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ تم ناکام جا رہے ہو۔ تمہارے پاس بلیو آئی جیسا آلہ موجود ہے پھر بھی تم کامیاب نہیں ہو سکے اوور۔" باس کا لہجہ خوفناک تھا۔

"باس۔۔۔ یہ عمران درمیان میں آکودا ہے۔ ورنہ ہم نے جیسے کمانڈر انچیف کو بلیو آئی فٹ کی تھی۔ ہم کامیاب ہو جاتے۔ اب آپریشن کی کامیابی کا انحصار کرنل اے پر ہے اوور۔" نمبرون کا لہجہ خوفزدہ تھا۔ اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔

"کرنل اے کے متعلق کیا رپورٹ ہے اوور۔" باس نے سوال کیا۔۔

"سر ابھی تک معاملات ٹھیک ہیں۔ مگر وہ کوٹھی میں ہی موجود ہے باہر نہیں نکلا اوور۔" نمبرون نے رپورٹ دی۔

"کہیں اسے شک تو نہیں پڑ گیا اوور۔" باس نے سوال کیا۔

"نہیں باس۔ فی الحال تو وہ قطعی نارمل ہے اوور۔" نمبرون نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے عمران کو کرنل اے سے ملنے سے پہلے ہی قتل کرادو۔ ورنہ تمہارا یہ پلان بھی ختم ہو جائے گا اوور۔" باس نے اسے ہدایات دیں۔

"بہتر باس میں سب سے پہلے عمران کو قتل کراتا ہوں اوور۔" نمبرون نے اپنی جان بچتے دیکھ کر بیحد مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے کل مجھے رپورٹ دینا اور میں اس بار ناکامی کا لفظ نہیں سُنوں گا۔ سمجھے اوور۔" باس نے بھیڑیئے جیسی غراہٹ سے کہا۔۔

"او کے سر کل میں کامیابی ہی کی رپورٹ دوں گا۔ اوور۔" نمبرون نے کانپتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل۔" باس نے کہا اور پھر آواز آنی بند ہو گئی۔ نمبرون نے بٹن بند کیا اور پھر ٹرانسمیٹر وہیں رکھ کر اس نے الماری میں سے کاغذات نکالے اور ایک بڑے سے بیگ میں انہیں رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر بھی اسی بیگ میں رکھا بیگ کی زِپ لگا کر وہ کمرے سے باہر نکلا۔ پوری کوٹھی سنسان پڑی تھی۔ پورچ میں اس کی کار موجود تھی۔ اس نے کار کا دروازہ کھول کر بیگ پچھلی سیٹ پر رکھا اور پھر اس نے پوری کوٹھی کا راؤنڈ لگایا۔ پوری کوٹھی خالی ہو چکی تھی۔ اس کے آدمی تمام مشینیں پیک کر کے وہاں سے جا چکے تھے۔ اطمینان کرنے کے بعد وہ کار میں آکر بیٹھ گیا۔

اور چند ہی لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

عمران دانش منزل میں اپنی مخصوص لیبارٹری میں موجود تھا۔ بلیک زیرو بھی اس کے پاس ہی تھا۔

"عمران صاحب کیا معلوم ہوا۔" بلیک زیرو نے سوال کیا۔

"بھئی بڑی عجیب چیز بنائی ہے مجرموں نے میں تو دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں۔" عمران نے تولیئے سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔" بلیک زیرو کچھ نہ سمجھ سکا۔

"مطلب یہ کہ یہ آنکھ کی مصنوعی پتلی بنائی گئی ہے۔ اس کے پیچھے ایک بڑا نفیس ٹیلی کاسٹ کرنے کا ویژن سسٹم فٹ ہے۔ جس آنکھ میں اسے فٹ کر دیا جائے اس کی اس آنکھ کے سامنے جو چیز بھی ہو گی اسے ہم اپنی ریسیور مشین پر بخوبی دیکھتے رہیں گے۔" عمران نے قدرے وضاحت کی۔

"اوہ یہ انتہائی خطرناک چیز ہے لیکن اس کی فٹنگ اور وہ بھی آنکھ جیسی نازک جگہ میں۔" بلیک زیرو نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔۔

"یہ کام لیزر شعاعیں کر دیتی ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔۔

"ہوں تو مجرموں نے اس بار لیزر شعاعوں سے تخریبی کام لیا۔" بلیک زیرو اب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"اب تم اندازہ کرو کمانڈر انچیف کی آنکھ میں جب یہ مصنوعی آنکھ فٹ کر دی جائے تو مجرموں کو کس کس منصوبے کی تفصیلات گھر بیٹھے مل جاتی ہوں گی۔" عمران نے جواب دیا۔ اور بلیک زیرو کی اس تصور سے ہی آنکھیں پھٹ گئیں۔ واقعی انتہائی خطرناک حربہ تھا۔

"لیکن کمانڈر انچیف کی آنکھ تو ضائع کر دی گئی ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اس میں ایک خامی ہے کہ جب اسے فٹ کیا جائے تو آنکھ میں نیلاہٹ سی آجاتی ہے۔ اس نیلاہٹ پر مجھے شک پڑا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہے۔ میں نے جب انکھ کا معائنہ کرنا چاہا تو مجرم جو یہ تمام صورت ریسیونگ مشین پر دیکھ رہے تھے گھبرا گئے کہ کہیں اس مصنوعی آنکھ کا راز فاش نہ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے آنکھ ضائع کر دی میرے خیال میں اس میں وائرلیس بم ٹائپ کوئی چیز بھی موجود ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"مگر اب مجرموں کا نشانہ کون ہو گا۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یہی میں سوچ رہا تھا کہ وہ کس پر حربہ استعمال کریں گے۔" عمران نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے جواب دیا۔

چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی پھر عمران چونکا۔

"تم نے کوٹھی کی نگرانی کا حکم دیا۔" اس نے بلیک زیرو سے سوال کیا۔۔

"ہاں۔ مگر کوٹھی خالی ہو چکی ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ" عمران نے کہا اور اٹھ کر ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا لیا اور نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد رابطہ مل گیا۔

"صفدر سپیکنگ۔" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے جواب دیا۔

"یس سر۔" صفدر کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"صفدر جب تم اس کمرے میں پہنچے جہاں عمران بے ہوش تھا۔ تم نے ان کی کون سی گفتگو نوٹ کی۔" عمران نے پوچھا۔

"یس سر میں بتلانا بھول گیا تھا۔ کمرے سے باہر رہ کر میں ان کی باتوں کے چند لفظ ہی سُنے تھے۔ کرنل اے بلیو آئی اور خفیہ منصوبے کا ذکر ہو رہا تھا۔" صفدر نے جواب دیا۔۔

"اوہ یہ بیحد اہم بات تم نے بتلائی۔ مگر تم نے اپنی رپورٹ میں ان باتوں کا کیوں ذکر نہیں کیا۔" عمران کا لہجہ تلخ تھا۔

"سوری سر۔ میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔" صفدر کے لہجے میں قدرے ندامت کے آثار تھے۔

"صفدر میرا خیال ہے تم اب کافی لاپرواہ ہوتے جا رہے ہو۔" عمران نے ڈانٹا۔

"سوری سر۔ آئندہ آپ کو شکایت نہیں ہو گی۔" صفدر نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

"ٹھیک ہے آئندہ تمہیں بھول جانے کا مرض نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ہاں تم فوراً کرنل اے کی کوٹھی کی نگرانی کا کام شروع کر دو۔ کرنل اے کی تمام بیرونی مصروفیات کی رپورٹ مجھے ملنی چاہیئے۔" عمران نے اسے ہدایات دیں۔

"بہتر سر۔ میں ابھی جاتا ہوں۔" صفدر نے جواب دیا۔

"ٹرانسمیٹر واچ ساتھ لے جانا۔ عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"تو کمانڈر انچیف کے بعد اب ان کا نشانہ کرنل اے بنا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک دفعہ پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو کون بول رہا ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کرنل اے سے رابطہ ملاواؤ ایکسٹو سپیکنگ۔" عمران نے بڑے پر وقار لہجے میں کہا۔

"ون منٹ ہولڈ کیجئیے جناب۔"

دوسری طرف سے بولنے والا جو شائد کرنل اے کا پی اے تھا، نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ایک لمحے کے وقفے کے بعد کرنل اے کے بولنے کی آواز آئی۔

"کرنل اے سپیکنگ۔"

"ایکسٹو۔" عمران نے جواب دیا۔

"فرمائیے۔" کرنل اے نے کہا۔

"کرنل اے مجھے اطلاع ملی ہے کہ مجرم آپ کی آنکھ میں بلیو آئی فٹ کرنے کی سوچ رہے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"میری آنکھ میں۔"

کرنل اے کی حیرت سے بھرپور آواز آئی۔

"ہاں۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب تو نہیں ہو گئے۔" اس بار عمران نے براہ راست سوال کیا۔

"اوہ مگر میرے ساتھ تو فی الحال ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔۔۔۔ ویسے میں ہوشیار رہوں گا۔"

کرنل اے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مگر شک رفع کرنے کے لئے آپ آئینے میں بغور اپنی آنکھیں دیکھیئے اگر کسی آنکھ میں۔۔۔ نیلاہٹ محسوس ہو تو مجھے بتلائیے۔" عمران نے اسے ہدایت کی۔

"بہتر۔ آپ ایک منٹ کے لئے ہولڈ کیجئیے میں ابھی جواب دیتا ہوں۔" کرنل اے نے کہا اور پھر دوسری طرف سے میز پر ریسیور رکھنے کی آواز آئی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔

"نہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں میری آنکھیں بالکل ٹھیک ہیں۔" چند لمحوں بعد کرنل اے نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ مسرت سے لبریز تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے اب آپ ہوشیار رہیے گا اور خاص طور پر ٹاپ سیکرٹ کاغذات کے معائنے کا کام مجرموں کی گرفتاری تک بند کر دیجئیے۔

"ٹھیک ہے مگر آج میرا خفیہ سنٹر میں جانے کا پروگرام ہے۔" کرنل اے نے کہا۔

"کیوں کیا پھر وہاں کسی گڑبڑ کی اطلاع ملی ہے۔" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں مگر میں خود مزید تحیقیقات کرنا چاہتا ہوں۔" کرنل اے نے کہا۔

"نہیں آپ مجرموں کی گرفتاری تک اپنی تمام مصروفیات منسوخ کر دیں۔" عمران نے اسے ہدایت دی۔

"بہتر ہے میں اپنی تمام مصروفیات منسوخ کر دیتا ہوں۔ کرنل اے بڑی آسانی سے مان گیا۔ شائد اسے خود بھی خطرہ تھا کہ مجرم اس آنکھ سے کوئی حرکت نہ کر دیں۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"اب مزید کیا پروگرام ہے۔ عمران صاحب ابھی تاریکی میں ہیں۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں مجرم اب زیادہ دیر تک تاریکی میں نہیں رہیں گے ایسے بھی ان کے طریقہ کار کا ہمیں علم ہو گیا ہے اور پھر انھوں نے جسے ٹارگٹ بنایا ہے اس کا بھی ہمیں پتہ چل گیا ہے۔ اس لئے اب وہ جلد ہی روشنی میں آ جائیں گے۔" عمران نے جواب دیا۔

"تو کیا خیال ہے کرنل اے کی نگرانی کیوں نہ کی جائے۔" بلیک زیرو نے تجویز پیش کی۔

"یہی تجویز میں سوچ رہا ہوں۔۔۔"

عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"تھیک ہے ایسا کرو۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کو کال کر لو۔ ہمیں اب سے پہلے کرنل اے کو اغوا کر لینا چاہئیے۔" عمران نے کہا۔

"مگر اس سے تو پوری ملٹری انٹیلی جنس میں بحران آ جائے گا۔" بلیک زیرو کے لہجے میں الجھن تھی۔

"تو میں کیپٹن شکیل کو بلوا رہا ہوں بھئی۔ کیپٹن شکیل کرنل اے کا میک اپ کرے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او ٹھیک ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تم پہلے کیپٹن شکیل کو بلواؤ۔ میں اس کا میک اپ کر دیتا ہوں آج رات کرنل اے کو اس کی کوٹھی سے ہی اغواء کر لیں گے۔"

عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

☆☆☆☆

نمبر وَن کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز گھنٹی بج اٹھی۔

نمبر ون ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا پھر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ مختلف کمروں سے ہوتا ہوا ایک بڑے سے ہال میں پہنچ گیا۔ اس ہال میں ہر فرط مشینیں فٹ تھیں۔

"باس کرنل اے مطلوبہ کاغذات کا معائنہ کر رہا ہے۔" نوجوان سپر وائزر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور نمبرون کے چہرے پر یک دم خوشیاں پھٹ پڑیں۔ وہ تیزی سے اس مشین کے پاس پہنچا جہاں سکرین پر کرنل اے کی تصویر نظر آ رہی تھی۔

وہ اپنے دفتر میں میز پر فائل پھیلائے کاغذات کا مطالعہ کر رہا تھا۔

"کاغذات کے فوٹو بن رہے ہیں؟" نمبرون نے پوچھا۔

"جی ہاں فوٹو سٹیٹ ویژن مشین چل رہی ہے۔"

نوجوان نے جواب دیا اور پھر نمبران کرسی گھسیٹ کر وہیں مشین کے پاس بیٹھ گیا۔ فائل کافی ضخیم معلوم ہو رہی تھی اور کرنل اے آہستہ آہستہ اس کے ورق الٹ رہا تھا۔

وقت تیزی سے گزرتا رہا اور فائل میں موجود کاغذات کی کاپیاں بنتی رہیں۔

ابھی آخری صفحہ رہتا تھا کہ پاس پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کا علم اس طرح ہوا کہ کرنل اے نے چونک کر ریسیور اٹھالیا۔

پھر نمبران نے کرنل اے کے چہرے پر بوکھلاہٹ دیکھی۔ ایک لمحے میں ریسیور رکھ کر تیزی سے اٹھا اور پھر تیزی سے دفتر سے ملحقہ ریٹائرنگ روم میں گھس گیا۔ ریٹائرنگ روم میں وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں وہ اپنی دونوں آنکھیں بغور دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ تو اسے بلیو آئی پر شک پڑ گیا ہے۔" نمبرون نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ نوجوان سپر وائزر کا چہرہ بجھا ہوا تھا کرنل اے واپس دفتر آیا اس نے ریسیور اٹھا کر کچھ کہا اور پھر فائل بند کر دی۔"

اب اس کے چہرے پر بے پناہ شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔

"آخری صفحہ رہ گیا۔" نمبرون نے بے چینی سے کہا۔

"ہاں مگر باقی تمام فائل کی فوٹو کاپیاں تو ہمارے پاس پہنچ گئیں۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"وہ کاپیاں مشین سے نکالو میں انھیں دیکھنا چاہتا ہوں۔" نمبرون نے آپریٹر سے کہا اور آپریٹر اٹھ کر سائیڈ میں موجود ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔

چند لمحے بعد مشین کا ایک خانہ کھلا اور پھر آپریٹر نے اس میں ہاتھ ڈال کر بہت سی فوٹو کاپیاں نکال لیں۔ اس نے وہ فوٹو کاپیاں لا کر نمبرون کے ہاتھ میں دے دیں۔ نمبرون بغور فوٹو کاپیوں کو دیکھتا رہا۔

"مگر یہ تو کوڈ میں ہیں اور کوڈ کی تو ساتھ موجود نہیں ہے۔" نمبرون نے تمام کاپیاں دیکھنے کے بعد کہا۔

"میرے خیال میں کی آخری صفحہ میں ہو گی۔" نوجوان نے کہا۔

"ہاں اور وہی اہم چیز تھی اس کے بغیر تو یہ کاپیاں قطعی بے کار ہیں۔" نمبرون نے پریشان لہجے میں کہا اور پھر سکرین پر دیکھنے لگا۔

"اوہ یہ کہاں جا رہا ہے۔"

اس نے چونک کر کہا کیونکہ کرنل اس وقت کار میں بیٹھ رہا تھا۔

"فائل اس کے ساتھ ہی ہے۔" نوجوان نے بتلایا۔

پھر وہ کار چلتی دیکھتے رہے۔ یہ ملٹری ایریا تھا جلد ہی کار ایک بہت بڑی عمارت کے پورچ میں جا کر رک گئی۔

پھر کرنل اے نیچے اترا اور پھر مختلف برآمدوں سے ہوتا ہوا وہ ایک دفتر میں گیا۔ دفتر کے انچارج نے کھڑے ہو کر اسے سلیوٹ کیا۔ اس نے جواب دیا اور پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل اس انچارج کو دے دی۔ انچارج نے فائل کھول کر تمام کاغذات چیک کئے اور پھر ایک رجسٹر کھول کر کرنل اے کے سامنے رکھ دیا۔ کرنل اے نے اس رجسٹر پر اندراج کرنے کے بعد دستخط کئے اور باہر نکل آیا۔

"اوہ۔ اس نے تو ریکارڈ روم میں فائل واپس پہنچا دی۔" نمبر ون بے اختیار کھڑا ہو گیا۔

"ہاں میرے خیال میں اسے پتہ چل گیا ہے کہ اس کی آنکھ میں بلیو آئی فٹ کر دی گئی ہے۔" نوجوان نے کہا۔

"ہاں بڑے موقع پر اسے اطلاع ملی ہے۔ میرے خیال میں اس بات کی اطلاع اسے عمران نے دی ہو گی۔" نمبر ون نے کہا۔

"وہ ہماری ایک بلیو آئی اور سپر مشین بھی تو عمران کے قبضے میں ہے۔" نوجوان نے کہا۔

"ہاں مگر وہ اسے نہیں سمجھ سکے گا۔ اسے سمجھنا ہر ایرے غیرے کے بس کا روگ نہیں ہے۔" نمبر ون نے اطمینان سے کہا۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے اطلاع کر دینا۔" نمبر ون نے کہا اور پھر کاغذات کی فوٹو کاپیاں ہاتھ میں پکڑ کر ہال سے باہر نکل آیا۔

☆☆☆☆

کرنل اے دانش منزل کے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔

رات ہی اسے اس کوٹھی سے اغواء کر لیا گیا تھا اور اب کرنل اے کی جگہ کیپٹن شکیل نے لے لی تھی۔ صبح ہوتے ہی عمران بلیک زیرو کو لے کر اس کمرے میں داخل ہوا۔ دونوں نے اپنے چہروں پر نقابیں لگا رکھیں تھیں۔ کرنل اے ابھی تک بے ہوش تھا۔

"اسے ہوش میں لاؤ۔"

عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے الماری سے ایک شیشی نکال کر کرنل اے کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد کرنل اے نے کسما کر آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحے وہ اسی طرح خالی الذہنی کی کیفیت میں مبتلا صوفے پر پڑا رہا۔ پھر اچھل کر بیٹھ گیا اور اب غور سے ان دونوں نقاب پوشوں کی طرف دیکھ رہا تھا

"کون ہو تم۔"

اس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ ادھر عمران جو بغور کرنل اے کی طرف دیکھ رہا تھا اچھل پڑا۔

"کرنل اے تم نے جھوٹ کیوں بولا تھا کہ تمہاری آنکھیں ٹھیک ہیں۔" عمران کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

اور ادھر عمران کی بات سن کر بلیک زیرو بھی چونک کر کرنل اے کی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔ دائیں آنکھ میں پھیلی ہوئی نیلاہٹ صاف نظر آ رہی تھی۔

"کک، کک، مگر تم کون ہو۔"

کرنل اے اس انکشاف پر گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کرنل اے میں تم جیسے آدمی سے اس غلط بیانی کی امید نہیں کر سکتا تھا۔"

عمران کا لہجہ بدستور تلخ تھا۔

"تم کون ہو اور میں کہاں ہوں اس کا جواب دو۔ کرنل اے اب اچانک اعصابی حملے سے سنبھل چکا تھا۔

"ایکسٹو۔"

عمران نے جواب دیا اور کرنل اے اس بار واقعی بوکھلا گیا۔

"جواب دو تم نے غلط بیانی کیوں کی۔" عمران نے سوال دہرایا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ جب آپ کا ٹیلی فون مجھے ملا۔ میں اسی منصوبے سے متعلقہ فائل کا مطالعہ کر رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر میں نے سچ بتلا دیا تو کہیں اس سے مجھ پر تمام ذمہ داری ہی نہ آجائے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر یہی فیصلہ کیا کہ پہلے میں یہ فائل متعلقہ ریکارڈ روم میں جمع کرا دوں۔ پھر اس بات کا اقرار کروں گا کہ مجرم مجھ پر حربہ استعمال کر چکا ہے۔"

کرنل اے نے شکست خوردہ لہجے میں تمام تفصیل بیان کر دی۔

"یہ ایک نئی بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ فائل کی فوٹو کاپیاں مجرموں کے پاس پہنچ گئیں ہیں۔ کرنل اے تم نے بھیانک غلطی کی ہے۔ اگر تم اسی وقت بتلاتے تو ہم مجرموں پر ہاتھ ڈالنے کی کرتے مگر اب بہت وقت گزر چکا ہے۔ ممکن ہے مجرم وہ فوٹو لے کر ملک سے باہر پہنچ گئے ہوں۔" عمران کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"مگر کیسے۔" کرنل اے اس انکشاف پر ہکا بکا رہ گیا۔

"ہم واپس آ کر آپ کو بتلاتے ہیں کہ آپ نے کتنی خوفناک غلطی کی ہے۔" عمران نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف چل دیا۔ کرنل اے گم صم صوفے پر ہی بیٹھا رہ گیا۔

عمران اور بلیک زیرو کمرے سے باہر نکل آئے۔ دروازہ بند کر دیا گیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے آپریشن روم میں پہنچے۔ عمران نے نقاب اتار کر ایک طرف پھینک دی۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"ہمیں جلد از جلد مجرموں پر ہاتھ ڈالنا چاہیئے۔ ہم غلط فہمی میں رہے اور مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔" عمران کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔

"مگر مجرموں کے ٹھکانے کا پتہ ہی نہیں۔" بلیک زیرو نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ہاں اسی مسئلے پر تو میں غور کر رہا ہوں۔ ہمیں فوراً مجرموں کے ٹھکانے کا پتا چلانا ہے ورنہ مجرم ہاتھ سے نکل جائیں گے۔" عمران نے جواب دیا۔

چند لمحے وہ سوچتا رہا اور ٹہلتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر ٹیلی فون ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"جولیا اسپیکنگ۔" دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" جولیا کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"جولیا تمام ممبروں کو ہدایت کرو کہ وہ فوراً شہر میں پھیل جائیں اور سی ایل 1515 نمبر کی کار جہاں کہیں بھی نظر آئے فوراً رپورٹ کی جائے اور صفدر کو ہدایت کرو کہ وہ رجسٹریشن آفس سے اس نمبر کے مالک کا پتہ کر کے مجھے رپورٹ دے۔ یہ کام فوراً ہونا چاہئیے۔

عمران نے جولیا کو ہدایات دیں۔

"بہتر سر۔ میں ابھی تمام ممبرز کو ہدایات دے دیتی ہوں۔" جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"یہ نمبر مجرم کی کار کا ہے۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں دراصل جب میرے فلیٹ میں ڈکٹافون لگایا تھا تو میں نے ایک آدمی کا تعاقب کیا تھا اور وہی آدمی جب میں ان کے اڈے پر پہنچا تو انھیں احکامات دے رہا تھا۔ اس وقت یہ نمبر میں نے ذہن نشین کر لیا تھا مگر تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کی بنا پر میرے ذہن سے یہ بات نکل گئی تھی۔" عمران نے بتلایا۔

"اگر اس کار کا پتا چل جائے تو پھر مجرم یقیناً ہاتھ آ جائیں گے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اب یہی ایک پتا فی الحال ہمارے ہاتھ میں رہ گیا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو۔" عمران نے کہا۔

"میں صفدر بول رہا ہوں جناب رجسٹریشن آفس سے پتا چلا ہے کہ یہ نمبر ابھی جاری ہی نہیں کیا گیا۔" صفدر کی آواز آئی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے نمبر جعلی تھا۔" عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔" صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے تم لوگ تلاش جاری رکھو۔ اگر کہیں اس نمبر کی کار نظر آ جائے تو رپورٹ دینا۔" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"اب تو خاصی مشکل ہو گئی۔ ہو سکتا ہے مجرموں نے نمبر پلیٹ تبدیل کر دی ہو۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں مجرموں کو چونکہ اس بات کا علم نہیں ہے کہ ان کی کار کا نمبر ہماری نظروں میں آ گیا ہے کہ اب اگر یہ نمبر کہیں نظر آیا تو وہ یقیناً مجرموں کی کار ہو گی۔ ورنہ ہو سکتا تھا ہم اصل مالک کے پیچھے دوڑتے رہتے اور مجرم ہاتھ سے نکل جاتے۔" عمران نے کہا۔

"اچھا میں چلتا ہوں میں خود بھی اس کار کو تلاش کرتا ہوں۔ اگر انہیں کوئی رپورٹ ملے تو مجھے ٹرانسمیٹر واچ پر اطلاع دینا۔"

عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆

"یس کیا بات ہے۔"

نمبر ون نے گھنٹی بجتے ہی ریسیور اٹھا لیا تھا۔

"باس عمران کا پتا چل گیا ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کہاں ہے وہ۔" نمبرون نے پوچھا۔

"باس میں نے اسے ہائی وے پر کار میں جاتا ہوا چیک کیا تھا اب وہ کنگسٹن روڈ پر ایک کیفے ڈیلیکس میں بیٹھا ہوا ہے۔" جواب ملا۔

"ٹھیک ہے تم اس پر نظر رکھو میں خود آ رہا ہوں۔ اس شخص کو میں ود اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گا۔ اس نے ہمیں بے حد پریشان کیا ہے۔" نمبرون نے کہا۔

"مگر باس آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ مجھے حکم دیجئیے میں ابھی ایک گولی اس کے سینے میں اتار دیتا ہوں۔" دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

"نہیں وہ تم لوگوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہ بے حد چالاک و عیار ہے۔ اس بار اگر وہ بچ نکلا تو یہ انتہائی غلط ہو گا۔ نمبرون نے کہا اس کے ذہن میں اپنے باس کا آرڈر گھوم رہا تھا جس نے کہا تھا کہ میں ناکامی کی بات نہیں سنوں گا۔"

"اس نے ریسیور رکھا اور پھر الماری کھول کر اس میں سے ریوالور نکالا اس پر سائیلنسر فٹ کیا اور میگزین کو اچھی طرح چیک کرنے کے بعد اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ پھر اس نے الماری میں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکالا۔ یہ مختصر سا سامان تھا۔ گال پر ایک موٹا سا مسّہ چپکایا۔ فرنچ کٹ داڑھی لگائی۔ اب اس کی شکل کافی حد تک بدل چکی تھی پھر وہ کمرے سے نکل کر پورچ میں آیا جہاں اس کی مخصوص کار موجود تھی۔

جلد ہی اس کی کار سڑکوں پر دوڑ رہی تھی اس کا رخ کنگسٹن روڈ کی طرف ہی تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ کنگسٹن روڈ کی طرف پہنچ گیا۔

پھر روڈ کا ایک راونڈ لگاتے ہی اسے کیفے ڈی لکس کا بورڈ نظر آ گیا۔ اس نے کار ایک طرف روکی اور پھر اس سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کیفے کی طرف بڑھنے لگا۔

ابھی وہ کیفے کے دروازے تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ اسے عمران نکلتا نظر آیا۔

وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے رکنے پر عمران کو اس پر شک ہو جائے چنانچہ اس نے ایک لمحے کے لئے کیفے کے اندر جانا مناسب سمجھا۔

کیفے کے ہال میں پہنچ کر اس نے ہال پر یوں نظر ڈالی جیسے کسی شناسا کو ڈھونڈھ رہا ہو۔ پھر اس نے یوں کندھے جھٹکے جیسے کسی کو وہاں نہ پا کر وہ مایوس ہو گیا ہو۔

پھر وہ واپس مڑ گیا۔

اب وہ کیفے سے باہر تھا۔ اس کے اندر جانے اور پھر واپس باہر آنے میں چند ہی لمحے گزرے تھے۔ اسے عمران سامنے ایک کار کی طرف جاتا نظر آیا۔

نمبرون نے ادھر ادھر دیکھا۔

سڑک پر کافی سے زیادہ رش تھا۔ ایک لمحے کو اس کا ارادہ ہوا عمران کو یہیں ڈھیر کر دے مگر پھر وہ یہ سوچ کر رگ گیا کہ یہاں وہ آسانی سے پکڑا جائے گا۔ چنانچہ اس نے کسی مناسب موقع کا انتظار کرنا ضروری سمجھا چنانچہ وہ اپنی کار کی طرف بڑھا۔

کار کے نزدیک ہی اسے اپنا وہ آدمی مل گیا جس نے اسے عمران کی یہاں موجودگی کی اطلاع دی تھی۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

نمبر ون نے کہا اور پھر وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے۔

عمران کی کار ٹرن لے کر سڑک پر پہنچ گئی چنانچہ نمبر ون نے بھی کار اس کے پیچھے لگا دی۔ "یہ ریوالور لو اور جس وقت میں اشارہ کروں گا گولی چلا دینا مگر یہ بات یاد رہے کہ تمہارا نشانہ غلط نہیں ہونا چاہئیے ورنہ۔۔۔۔" نمبر ون نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔ "آپ بے فکر رہیں باس۔" اس آدمی نے ریوالور لیتے ہوئے جواب دیا اور نمبر ون خاموشی سے آگے دیکھنے لگا۔ عمران کی کار اس کی نظروں میں تھی۔

☆☆☆☆

عمران سڑک پر نظریں جمائے کچھ سوچ رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر گھڑی کے چمکتے ہوئے ہندسے پر پڑ گئی۔

اس نے فوراً کہنیاں سٹرنگ پر ٹکائیں اور پھر گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اسے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو بلیک زیرو اسپیکنگ۔ اوور۔" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران اٹینڈ نگ۔ اوور۔" عمران نے گھڑی کو منہ لگا کر جواب دیا۔

"عمران صاحب سی ایل 1515 کار کا پتہ چل گیا ہے اور وہ اس وقت آپ کے تعاقب میں ہے۔ اس نے آپ کو کیفے سے چیک کیا ہے۔ اوور۔" بلیک زیرو نے دوسری طرف سے رپورٹ دی۔۔۔۔۔۔

"اوہ ٹھیک ہے میں چیک کر لوں گا۔ تمہیں کس نے اطلاع دی ہے۔ اوور۔۔۔" عمران نے بیک مرر پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"صفدر نے اطلاع دی ہے اس نے اس کار کو کنگسٹن روڈ پر چیک کیا تھا پھر اس نے اطلاع دی کہ اب وہ کار جس میں دو آدمی موجود ہیں، آپ کے تعاقب میں ہے۔ ان کی حرکات مشکوک نظر آ رہی ہیں۔ اوور۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہوں گے۔ تم صفدر کو ہدایت دو کہ وہ اس کار کی ہوشیاری سے نگرانی کرے۔ میں انہیں ڈاج دیتا ہوں۔ ہمیں ان کے اڈے کا پتہ چلنا چاہئیے۔ بلکہ چوہان کو بھی اس کار کے پیچھے لگا دو کہ اگر صفدر کو وہ ڈاج دیں تو وہ انھیں چیک کر لے۔ اوور۔"

عمران نے بلیک زیرو کو تفصیلی ہدایات دیں۔

"او کے ٹھیک ہے اوور۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل۔"

عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا دیا۔

اب وہ ہوشیاری سے بیک مرر پر نظریں لگائے ہوئے تھا پھر اس نے جان بوجھ کر ایک ایسی سڑک پر گاڑی کا رخ گھما دیا جہاں ٹریفک قدرے کم تھا۔ پھر اسے مطلوبہ گاڑی نظر آ گئی۔

وہ مختلف سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔

ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں خیال آیا کہ ان سے ٹکرا جائے مگر پھر یہ سوچ کر اس نے اپنا خیال بدل لیا کہ اس طرح معاملہ طویل ہو جائے گا۔ وہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد ان کے آڈے کا پتہ چل جائے چنانچہ اس نے ڈاج دینے کا فیصلہ کر لیا۔

اور پھر جلد ہی اس نے اس فیصلے پر عمل بھی کر ڈالا۔

سڑک کے بائیں کنارے پر ایک تنگ سی گلی میں اچانک اس نے گاڑی موڑ دی۔

یہ گلی کافی دور تک سیدھی چلی جاتی تھی پھر وہ ایک اور مین روڈ سے جا ملتی تھی۔ اس وقت تک کہ مجرموں کی کار گلی میں داخل ہو عمران دوسری سڑک پر پہنچ گیا پھر اس نے جلد ہی کار ایک اور گلی میں موڑ دی اس طرح مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا وہ مختلف سڑکوں پر گھومتا رہا پھر جب وہ دانش منزل والی سڑک پر پہنچا تو دور دور تک متعاقب کار کا نشان نہیں تھا۔

عمران جلد ہی دانش منزل پہنچ گیا۔ اس نے کار کمپاؤنڈ میں روکی پھر اتر کر بلیک زیرو کی طرف چل دیا۔ بلیک زیرو ٹرانسمیٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

"کوئی رپورٹ۔" عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ چوہان بھی اس کار کے تعاقب میں ہے۔"

بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔" عمران نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے بٹن آن کیا۔

"ایکسٹو۔" اس نے مخصوص بھرّائی ہوئی آواز میں کہا۔

"صفدر سپیکنگ سر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"رپورٹ۔" بلیک زیرو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر عمران صاحب مجرموں کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ انھوں نے عمران صاحب کو تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی مگر وہ کامیاب نہیں ہوئے۔" صفدر نے رپورٹ دی۔

"صفدر مختصر بات کرو۔ تمہید مت باندھو۔" بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر سر عمران صاحب کی تلاش میں ناکامی کے بعد کار نمبر 1515 ٹو☆☆☆☆ کے سامنے جا کر رک گئی اس میں سے ایک آدمی نکل کر اندر چلا گیا۔ دوسرا کار میں بیٹھا رہا تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ آدمی واپس آیا اور اس وقت وہ ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر 13 میں موجود ہیں۔"

صفدر نے بتلایا۔

"ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر 13۔ کیا اس کوٹھی کے باہر کسی قسم کی نیم پلیٹ موجود ہے۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں سر کوئی نیم پلیٹ وہاں موجود نہیں ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم وہیں رکو میں عمران کو وہیں بھیجتا ہوں۔ وہ تم سے خود ہی رابطہ قائم کرے گا۔ اس کے احکام پر تمہیں عمل کرنا ہے۔" بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے صفدر سے کہا اور عمران نے تائید میں سر ہلا دیا۔

"بہتر سر یہاں چوہان موجود ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم دونوں وہیں رکو عمران کو میں ابھی بھیجتا ہوں۔"

بلیک زیرو نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا گیا۔

"تو مجرموں نے ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر 31 میں اڈہ بنایا ہے۔" عمران نے کہا۔

"جی ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ہمیں فوری کارروائی کرنی چاہیئے۔" عمران نے کہا اور پھر ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"جولیا اسپیکنگ۔"

دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے کہا۔

"یس سر۔" جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"جولیا تمام ممبرز کو ٹرانسمیٹر پر کال کرو کہ وہ مسلح ہو کر ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر 31 کا محاصرہ کر لیں۔ عمران وہاں سب کو ڈیل کرے گا۔" عمران نے حکم دیا۔

"بہتر سر۔"

"میرے بارے میں کیا حکم ہے کیا میں بھی وہاں پہنچوں۔" جولیا نے اپنے بارے میں وضاحت کی۔

"ہاں تم بھی وہاں پہنچو۔ مگر تم نے آپریشن میں حصہ نہیں لینا بلکہ دور رہ کر نگرانی کرنی ہے۔ اگر کوئی مجرم وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو جائے تو تم نے اس کا تعاقب کرنا ہے۔"

عمران نے جولیا کو تفصیلی ہدایات دیں۔

بہتر سر۔" جولیا نے جواب دیا۔ اور پھر عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

"طاہر تم بھی میک اپ کرو میں وہیں قریب رہنا اور حالات کے مطابق قدم اٹھانا۔"

عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے بلیک زیرو کو حکم دیا اور پھر خود کمرے سے باہر چلا گیا۔

ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر 31 کا پھاٹک بند تھا اور کوٹھی میں خاموشی سی تھی۔

عمران نے ٹرانسمیٹر پر سب ممبرز کو ہدایت دی کہ پہلے صرف صفدر اور وہ اندر جائیں گے۔ اس کے بعد واچ کاشن دینے پر باقی ممبرز کوٹھی میں داخل ہو جائیں۔

ہدایت دینے کے بعد عمران نے صفدر کو ساتھ لیا اور پھ کوٹھی کی پشت کی طرف چل دیا۔

تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہ پشتی دیوار کے قریب پہنچے۔ پھر ایک لمحے کے لئے ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد وہ دونوں یکے بعد دیگرے دیوار پر چڑھ کر اندر کود گئے۔

کوٹھی پر سکوت طاری تھا۔ کوئی بھی آدمی کمپاؤنڈ میں نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ دونوں رینگتے ہوئے کوٹھی کی اصل عمارت کی طرف چل دیئے۔ جلد ہی وہ دونوں برآمدے کے قریب پہنچ گئے۔ پورچ میں کار نمبر 515 موجود تھی۔

مجھے کوٹھی خالی معلوم ہوتی ہے۔

عمران کی چھٹی حس جاگی۔

"مگر میں اور چوہان باقاعدہ نگرانی کرتے رہے ہیں۔ کار اندر داخل ہونے کے بعد کوئی آدمی باہر نہیں نکلا۔" صفدر نے سرگوشی سے جواب دیا۔ وہ دونوں برآمدے میں پہنچ چکے تھے۔ پھر وہ محتاط قدم اٹھاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔

ریوالور ان کے ہاتھوں میں تھے۔

لیکن وہاں انہیں کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ جلد ہی وہ سب کمروں میں گھوم گئے۔

پوری کوٹھی خالی پڑی تھی۔

"مجرم چوٹ دے گئے صفدر۔ انہوں نے صرف تمہیں ڈاج دینے کے لئے اس کوٹھی میں کار داخل کی ہے اور خود وہ شائد پشتی دیوار سے کود کر نکل گئے۔" عمران بے حد سنجیدہ تھا۔ واقعی کوٹھی خالی تھی اور کوٹھی کے کمروں میں دیواروں اور فرش پر جمی ہوئی گرد کی موٹی تہہ صاف بتلا رہی تھی کہ کوٹھی عرصے سے خالی پڑی ہے۔

"بہت برا ہوا۔" عمران نے کہا۔

اور پھر اس نے صفدر کو باہر چلنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں شکست خوردہ انداز میں کوٹھی سے باہر آگئے۔

اس بار وہ کمپاؤنڈ سے ہوتے ہوئے پھاٹک کھول کر باہر آئے تھے۔ تمام ممبرز یہ غیر متوقع صورت حال دیکھ کر گھبرا گئے۔ وہ ایک خاصے بڑے مقابلے کے لئے تیار ہو کر آئے تھے۔ مگر یہاں تو چڑیا ہی اڑ جاتی تھی۔

"سب لوگ واپس اپنی اپنی رہائش گاہوں پر جائیں میں ایکسٹو کو رپورٹ کر دیتا ہوں۔

عمران نے ٹرانسمیٹر پر سب ممبرز سے کہا اور پھر خود بھی دور ایک درخت کے نیچے کھڑی کار کی طرف چل دیا۔

مجرموں نے بڑی بری چوٹ کی تھی۔۔ اور یہ سب اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب وہ مجرموں کو کہاں ڈھونڈے۔

وہ کار میں بیٹھا اور پھر دانش منزل کی طرف چل دیا۔

جلد ہی وہ دانش منزل کے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔ بلیک زیرو بھی واپس آگیا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

رابطہ قائم ہوتے ہی آواز آئی۔

"ٹونی سپیکنگ۔"

"جیگر بول رہا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔

"او جیگر تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ کیا یہی دوستی ہے، جب کام پڑتا ہے تم غائب ہو۔"

ٹونی کے لہجے میں بے پناہ شکوہ تھا۔

"کیوں کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔" عمران نے پوچھا

"ہاں ایک خاص الخاص بات ہے تم فوراً میرے پاس پہنچو۔"

ٹونی نے کہا۔

اچھا میں ابھی آ رہا ہوں۔"

عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"بلیک زیرو ہوشیار رہنا' مجھے کوئی خاص چکر معلوم ہو رہا ہے۔ کاشن ملتے ہی سب ممبرز کو الرٹ کر دینا۔"

عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے جواب میں سر ہلا دیا۔ عمران اٹھ کر میک اپ روم میں چلا گیا۔ جب وہ باہر آیا تو وہ جیگر کا روپ دھار چکا تھا۔

پھر چند ہی لمحون بعد اس کی کار سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔

ٹونی کے بار سے عمران نے کار کافی دور روکی اور پھر پیدل چلتا ہوا ٹونی کے بار میں داخل ہوا۔ کاؤنٹر پر موجود ایک غنڈے نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

"جیگر باس تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"

اور عمران سر ہلاتا ہوا ٹونی کے کمرے کی طرف چل دیا۔ حسب معمول ٹونی اپنے سامنے شراب کی بوتل رکھے بیٹھا تھا۔

"آؤ جیگر تمہیں ایک خاص بات بتلاؤں۔" عمران کو دیکھتے ہی ☆☆ ٹونی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

اس نے ایک الماری کے پٹ کھو کر ندر لگے ہوئے ایک ہک کو کھینچا۔ الماری گھوم گئی۔

اب وہاں ایک دروازہ تھا۔

"آؤ۔ ٹونی نے عمران سے کہا اور پھر ٹونی اور عمران اس دروازے میں داخل ہو گئے۔

ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔ ایک چٹ کی آواز آئی اور وہ راہداری روشن ہو گئی۔ راہداری میں چلتے ہوئے ٹونی ایک دروازے کے پر رکا۔ اور پھر اس نے دروازہ کھول کر عمران کو اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

عمران اندر داخل ہو گیا۔

یہ کمرہ ہر قسم کے سامان سے خالی تھا۔ ٹونی نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور دوسرا لمحہ عمران کے لئے انتہائی حیرت انگیز تھا۔

ٹونی نے انتہائی پھرتی سے ریوالور نکال لیا تھا اور اب اس کے ریوالور کا رخ عمران کی طرف تھا۔

دوست آخر تمہارا راز کھل ہی گیا۔

ٹونی کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"کیا مطلب؟"

عمران نے حیرت سے پلکیں چھپکائیں۔

اور پھر اسے مطلب بھی سمجھ میں آگیا۔ کیونکہ کمرے کی دیوار ایک طرف کھلی اور نمبر ون دو آدمیوں سمیت اندر داخل ہوا۔ دونوں آدمیوں نے ہاتھوں میں ریوالور لئے ہوئے تھے۔

"مسٹر۔ عمران کیوں کیسی چوٹ رہی۔" نمبر ون نے طنزیہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"چوٹ۔" عمران بوکھلا گیا اور دوسرے لمحے بوکھلاہٹ میں وہ اپنا جسم ٹٹولنے لگا۔

"سیدھے کھڑے رہو ورنہ گولی مار دوں گا۔" ٹونی نے اس ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"ارے میں تو وہ چوٹ دیکھ رہا ہوں۔"

عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ ویسے اس وقت اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی میں بھونچال آیا ہوا تھا۔

واقعی اس نے بڑی گہری چوٹ کھائی تھے، مجرم اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار نکلے تھے مگر چوٹ کے بہانے وہ گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ چکا تھا۔

بلین زیرو کو کاشن مل ہو گا۔ چنانچہ وہ مطمئن ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"میرے خیال میں اسے فوری طور پر گولی مار دی جائے۔" ٹونی نے تجویز پیش کی۔

"ٹھہرو۔۔۔ کم از کم پرانی دوستی کا ہی خیال کرو۔ دو چار باتیں ہی کر لو۔"

عمران نے چہرے پر خوف کے تاثرات پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔" نمبر ون نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو یہاں کس کمبخت کے پاس وقت ہے۔" عمران نے جھنجلا کر جواب دیا۔

"تم اپنی خواہش بیان کرو۔" ٹونی نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

"ویری گڈ۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔ اب تم واقعی بادشاہ معلوم ہوئے ہو۔۔۔ کیا بات ہے تمہاری۔"

عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ عمران زیادہ سے زیادہ وقر ضائع کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ بلیک زیرو اور دیگر ممبر اڈت تک پہنچ جائیں۔

"کیوں وقت ضائع کر رہے ہو ٹونی۔۔۔ گولی مارو اور قصہ ختم کرو،

"نمبر ون نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔"

ٹونی نے کہا اور پھر اس نے ٹریگر پر انگلی کی گرفت سخت کر دی اسی لمحے اچانک عمران نے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ نمبر ون کو گھسیٹا ہوا دوسرے کونے تک لے گیا۔

ٹونی کے ریوالور سے گولی چلی ضرور تھی مگر عمران وہ جگہ چھوڑ چکا تھا۔ اس لئے گولی دیوار میں جا لگی۔ نمبر ون جس کا خیال ٹونی کے ریوالور کی طرف تھا۔

اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا اور اسی گھبراہٹ کا عمران نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے چیتے جیسی پھرتی سے چھلانگ لگائی تھی۔ پھر جب وہ ہٹا تو نمبر ون اس کے سامنے تھا۔ عمران کا ایک بازو نمبر ون کے گلے میں تھا اور دوسرا کمر کے گرد۔

"ریوالور نیچے پھینک دو۔ ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔" عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا اور ٹونی اور دوسرے دو آدمی شش و پنج میں کھڑے تھے کہ کیا کریں، صورت حال اچانک تبدیل ہو گئی تھی۔

عمران نے گردن کے گرد کیئے ہوئے بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"پھینک دو۔"

نمبرون کے گلے سے گھٹی گھٹی آواز نکلی۔ اس منہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں ابل آئی تھیں اور پھر مجبوراً ٹونی سمیت باقی دو آدمیوں کو ریوالور نیچے پھینکنے پڑے۔ ریوالور نیچے پھینک کر اچانک ٹونی نے ایک حرکت کی اور دوسرے لمحے وہ نمبرون پر آپڑا۔

عمران کو کہ نمبرون کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے جیسے ہی ٹونی کو چھلانگ لگاتے دیکھا۔ ایک جھٹکے سے نمبرون کو آگے پھینک کر ایک طرف ہو گیا۔ اور ٹونی جس کا مقصد یہ تھا کہ نمبرون کے ساتھ وہ عمران کو بھی نیچے گرائے گا۔ صرف نمبرون کے ساتھ ٹکراتا ہوا فرش پہ گر گیا۔

نمبرون کے دوسرے ساتھیوں میں سے ایک نے بے انتہا پھرتی دکھائی اور جیسے ہی عمران نے ٹونی پر چھلانگ لگائی۔۔ اس نے تیزی سے جھک کر ریوالور اٹھالیا۔ مگر عمران اس پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کھڑے ہوئے دوسرے آدمی کو بھی اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ عمران کی لات پورے زور سے اس کے پیٹ میں پڑی تھی۔ وہ بھی نیچے گر گیا تھا۔

پھر عمران نے اٹھنے میں پھرتی دکھلائی۔۔ اسی لمحے ٹونی ایک بار پھر عمران پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ عمران نے اسے ڈاج دینا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا اور ٹونی اس لیتا ہوا فرش پر آ گرا۔

"ہینڈز اپ۔"

نمبرون نے اس اثناء میں ریوالور اٹھالیا تھا۔ مگر عمران نے اپنی پوری طاقت استعمال کر کے ٹونی کو نمبرون پر اچھال دیا۔ نمبرون فائر کر چکا تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور ساتھ ہی ٹونے کے منہ سے کریہہ چیخ نکل گئی۔ گولی اس کی کمر میں لگی تھی۔

اسی لمحے باہر سے فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔

نمبرون نے اچانک چھلانگ لگائی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا وہ اسی دروازے میں غائب ہو چکا تھا جہاں سے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔ عمران نے اس کے پیچھے لپکنا چاہا مگر دیوار برابر ہو چکی تھی۔

اسی لمحے دروازہ زور سے کھلا اور پھر سیکرٹ سروس کے ممبران منہ پر نقاب میں لگائے اندر داخل ہوئے۔

ٹونی ٹھنڈا پڑ چکا تھا، باقی دو آدمیوں کو انہوں نے حر4است میں لے لیا۔ عمران جو جیگر کے میک اپ میں تھا۔ اس کی کمر سے بھی گن کی نال لگا دی گئی۔

"ارے ان کا سرغنہ تو بھاگ گیا اس کی فکر کرو۔"

عمران چیخا۔

"عمران صاحب، آپ۔" نقاب پوش جو صفدر تھا اس نے جھٹکے سے گن کی نال ایک طرف کر دی۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے نمبرون کو بڑا تلاش کیا مگر وہ تو گدھے کے سے سر سینگوں کے مصداق غائب ہو چکا تھا۔

اس کے دو اور ساتھیوں پر جب تشدد کیا گیا تو انہوں نے اصل اڈے کا پتہ بتلا دیا۔

وہاں پر بھی چھاپہ مارا گیا اور مشینوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ مگر نہ تو ان فوٹوں سٹیٹ کاپیوں کا پتہ چل رہا تھا اور نہ ہی نمبرون کا۔

وہ نہ جانے کہاں گم ہو گیا تھا۔

عمران بے حد پریشان تھا کیونکہ نمبرون کو گرفتار کرنا بے حد ضروری تھا، کیونکہ کاغذات کی فوٹو کاپیاں اسی کے پاس تھیں۔ اس نے کیپٹن شکیل کو بلا لیا تھا اور کرنل اے کو واپس بھیج دیا تھا۔ کیونکہ اب کرنل اے کو مزید قید میں رکھنا فضول تھا۔

اسی پریشانی کے عالم میں وہ اس وقت دانش منزل کے مخصوص کمرے میں ٹہل رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔

اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"سلطان سپیکنگ۔"

دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"فرمایئے بادشاہ سلامت۔ خادم علی عمران عرض پرواز ہے۔ اس جانب سے۔" عمران کے چہرے پر اچانک حماقتیں امنڈ آئی تھیں۔

"عمران، تم کبھی سنجیدہ بھی ہوتے ہو۔" سر سلطان کے لہجے میں خفگی تھی۔

"جناب۔۔۔ کیا خادم سے کوئی گستاخی سرزد ہو گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو جان کی امان چاہتا ہوں۔"

عمران باز نہیں آیا۔

"میں نے کئی بار تمہارے فلیٹ پر بھی رنگ کیا تھا۔ اب تنگ آ کر ان نمبروں پر فون کیا ہے۔"

سر سلطان نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے۔"

عمران نے اس بار بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی اہم بات ہے جس کی وجہ سے سر سلطان کو اتنی تنگ ودو کرنی پڑی ہے۔

"مجرم کا کوئی پتہ چلا۔" سر سلطان نے پوچھا۔

"نہیں۔ فی الحال وہ غائب ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اسے تلاش کرو عمران۔ اعلیٰ حکام میں بڑی کھلبلی مچی ہوئی ہے۔

صدر مملکت نے آج شام اسی سلسلے میں ایک خاص میٹنگ طلب کی ہے۔ تم نے بطور ایکسٹو وہاں رپورٹ دینی ہے۔"

سر سلطان نے بتلایا تھا۔

"مگر جب تک مجرم گرفتار نہ ہو جائے، میں کیا رپورٹ دوں؟" عمران نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم کوشش کرو کہ میٹنگ سے پہلے مجرم کا پتہ چل جائے۔ ورنہ رپورٹ تو دینی ہی پڑے گی۔"

سر سلطان کے لہجے سے مجبوری ٹپک رہی تھی۔

"بہتر ہے ٹھیک ہے۔۔۔ میں میٹنگ میں پہنچ جاؤں گا۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اور پھر مزید کوئی بات کئے ریسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ الجھنوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

وہ بڑی پریشانی کے عالم میں تھا۔ کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ وہ اپنی پوری تگ ودو کے باوجود سرغنہ کی تلاش میں ناکام رہا تھا۔

ایوام صدر کے میٹنگ ہال کے باہر سیکورٹی کے آفیسران بڑے چوکنے انداز میں گھوم رہے تھے۔

میٹنگ ہال کے صدر دروازے پر سرخ بلب جل رہا تھا۔ ہال میں اس وقت چوٹی کے تمام آفیسران اور حکام موجود تھے۔ عمران بھی منہ پر مخصوص نقاب لگائے بطور ایکسٹو وہاں موجود تھا۔ صدر مملکت نے کارروائی شروع کرنے کا حکم دیا۔

اور پھر سر سلطان نے پچھلے واقعات کی رپورٹ صدر مملکت کے گوش گزار کی۔

"کیا مجرم پکڑے گئے ہیں۔"

صدر مملکت نے براہ راست ایکسٹو سے سوال کیا۔

سر سلطان بڑے الجھن آمیز چہرے سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ میٹنگ ہال میں داخل ہوتے ہی سر سلطان کے پوچھنے پر اس نے بتلایا تھا کہ مجرم گرفتار نہیں ہو سکا۔

"آپ کو شاید علم نہیں کہ مجرم اصل کاغذات کی فوٹو کاپیاں بھی لے اڑے ہیں۔" عمران نے صدر مملکت کے براہ راست سوال کو ٹالتے ہوئے کہا۔ اور یہ انکشاف ایسا تھا کہ ہال میں موجود تمام لوگوں کے سروں پر جیسے بم پھٹ گیا ہو۔

"اوہ' اگر ایسا ہے تو یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔"

کمانڈر انچیف جنہوں نے سیاہ عینک لگائی ہوئی تھی۔ انتہائی پریشان لہجے میں بولے۔

"پھر تو مجرموں کی گرفتاری انتہائی ضروری ہے ورنہ ہمارے خفیہ منصوبے کا خدا حافظ ہے۔ اور یہ ملک کا عظیم ترین نقصان ہو گا۔"

صدر مملکت بولے۔ ان کے لہجے سے بھی گھبراہٹ ہویدا تھی۔

"جی ہاں۔" عمران نے پرُ وقار لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے مجرم چاہئیں مسٹر ایکسٹو۔ ان مجرموں کی گرفتاری ہر حالت پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"تو میں کب انکار کر رہا ہوں۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو پھر کہاں ہیں مجرم۔"

صدر مملکت جھنجلا کر بولے۔

"میری مُٹھی میں ہیں۔ جس وقت چاہوں مُٹھی کھول کر سامنے کر دوں"۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور سر سلطان حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا آپ مذاق کر رہے ہیں۔" صدر مملکت کے چہرے کے نقوش بگڑنے لگے تھے۔

"نہیں میں مذاق نہیں کر رہا۔ بلکہ مجرم کی دیدہ دلیری پر حیران ہوں کہ وہ کس ڈھٹائی سے آپ کے سامنے موجود ہے اور خاموش بیٹھا ہے۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور نکال کر اس کا رخ قریب بیٹھے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اے کی طرف کر دیا۔

"کیا مطلب۔"

سب لوگ چونک پڑے۔

اور کرنل اے گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا،

"خبردار۔ اگر کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اور پھر اس کے اشارے پر ہال کے اندر موجود سیکورٹی آفیسران نے کرنل اے کے گرد گھیرا ڈال لیا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے مسٹر ایکسٹو۔ میں صدر مملکت کے سامنے احتجاج کرتا ہوں۔" کرنل اے غصے سے چیخا۔

"اس کا منہ ایمونیا سے دھلواؤ۔" عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک سیکورٹی آفیسر کو حکم دیا۔

"تو کیا یہ کرنل اے نہیں۔" صدر مملکت حیرت سے بولے۔

"نہیں۔ یہ کرنل اے کے میک میں مجرم ہے۔" عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے کرنل اے نے بے اختیار جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی مگر سیکورٹی آفیسران نے اسے قابو کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کا چہرہ صاف کیا گیا تو وہاں کرنل اے کے بجائے ایک غیر ملکی تھا۔

یہ نمبر ون تھا۔

"اس کی تلاشی لو اچھی طرح فوٹو کاپیاں اس کے پاس ہوں گی۔ عمران نے کہا۔

اور پھر اس کے اچھی طرح تلاشی لینے پر اس کے کوٹ کے اندر سے سلی ہوئی فوٹو کاپیاں برآمد ہو گئیں۔

"کرنل اے کہاں ہے؟" صدر مملکتا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ سب لوگ یوں عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہ جادوگر ہو اور سر سلطان کا چہرہ مسرت سے پھٹا پڑ رہا تھا۔

عمران ایک بار پھر جیت گیا تھا۔ واقعی وہ ناقابل تسخیر تھا۔ اسے شکست دینا ناممکن تھا،

"تمہیں اس پر کیسے شک ہوا۔ صدر مملکت نے پوچھا۔

اور پھر عمران نے کیس کے تمام حالات بتلاتے ہوئے کہا۔

"اور نمبر ون ٹونی کے اڈے سے بھاگ نکلا۔ میں سخت پریشان تھا کہ اسے کہاں ڈھونڈا جائے مگر ہر طرف کوشش کے باوجود وہ ہاتھ نہیں آیا۔ میٹنگ میں کرنل اے کو دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا کہ یہ کرنل اے کے روپ میں مجرم ہے۔ کیونکہ مجرم ایک بھیانک غلطی کر چکا تھا۔ اسے شاید علم نہیں تھا کہ میں نے کرنل اے کو اغواء کر لیا تھا اور مجھے پتہ چلا تھا کہ مجرموں نے کرنل اے کی دائیں آنکھ میں بلیو آئی فٹ کر دی ہے اور اس بلیو آئی کی وجہ سے مجرم کاغذات کی فوٹو کاپیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن فائل کا آخری صفحہ جس پر کوڈ کا حل تھا انہیں نہیں ملا تھا اور مجرم اس چابی کو حاصل کرنے کے لئے یہاں رکے ہوئے تھے ورنہ وہ پہلے ہی نکل جاتے۔ یہاں میٹنگ میں جب میں نے کرنل اے کو دیکھا تو اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک تھیں۔ اس کی کسی آنکھ کا رنگ نیلا نہیں تھا۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ مجرم نے ٹونی کے اڈے سے نکل کر کرنل اے پر ہاتھ صاف کیا ہے۔"

عمران نے وضاحت کی اور صدر مملکت سمیت سب لوگ ایکسٹو کی ذہانت کے قائل ہو گئے۔ سر سلطان کے چہرے پر تحسین کے آثار تھے۔ وہ بھی ایکسٹو کی ذہانت سے بڑے مرعوب نظر آ رہے تھے۔

پھر صدر مملکت نے ایکسٹو کی تحسین میں بڑے زوردار جملے کہے اور میٹنگ برخاست ہو گئی۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں تمام ممبرز جمع تھے۔ ایکسٹو نے کیس کی تفصیلات بتلانے کے لئے انہیں یہاں جمع کیا تھا۔

پھر ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا اور جولیا نے اٹھ کر بٹن دبا دیا۔ ایکسٹو کی آواز آنے لگی۔

میرے خیال میں آپ لوگ کیس کی تمام تفصیلات سننے کے لئے بے چین ہوں گے۔ یہ کیس نہایت عجیب و غریب تھا۔

ہمارے دفاعی نظام کے تحت ہماری حکومت ہمسایہ ملک کی سرحدوں کے پاس ایک خفیہ دفاعی نظام قائم کر رہی تھی۔ اس منصوبے کو انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا لیکن دشمن ملنک کے جاسوسوں کے کانوں میں اس ک بھنک پڑ گئی۔ چانچہ ہمسائی ملک نے ایک جاسوسی تنظیم کو اس منصوبے کی تفصیلات حاصل کرنے کے لئے یہاں بھیجا۔ ان لوگوں نے منصوبے کے آپریشن سنٹر تک رسائی حاصل کر لی۔ مگر ملٹری انٹیلی جینس نے انہیں گرفتار کر لیا مگر وہ لوگ قتل کر دیئے گئے یا انہوں نے خودکشی کر لی۔ اس طرح مجرموں کا کوئی سراغ نہ مل سکا ۔چنانچہ کہیں میرے پاس نہ بھیج دیا گیا۔

اس بار مجرموں نے انتہائی جدید ہتھیار استعمال کیا جسے وہ بلیو آئی کے نام سے یاد کرتے تھے۔

انسانی آنکھ میں موجود پتلی کی طرح انہوں نے ایک مصنوعہ پتلی تیار کی اور پھر اس کے پیچھے انہوں نے وائرلیس ویژن مشین جو کہ انتہائی مختصر تھی فٹ کر دی۔ سیر شعاعوں کی مشین سے انہوں نے اسے فٹ کرنے کا کام لیا۔

اس طرح جس آنکھ میں وہ پتلی فٹ ہو جاتی۔ جو کچھ وہ دیکھتا وہ اس پتلی کے پیچھے لگی عیرژن مشین ان کے ریسیونگ سیٹ پر وہ منظر بھیج دیتی۔ چنانچہ اس ایجاد کو انہوں نے اس کیس میں استعمال کیا اور چونکہ اس میں ایک خاص خرابی رہ گئی تھی کہ جس وقت یہ مصنوعی پتلی فٹ کی جاتی آنکھ کا رنگ ہلکا نیلا ہو جاتا۔

اسی بناء پر انہوں نے اسے بلیو آئی کا نام دیا۔

مجرموں نے سب س پہلے اس ایجاد کو کمانڈر انچیف پر استعمال کیا۔ ان کا خیال تھا کہ کمانڈر انچیف ضرور اس منصوبے کے کاغذات کا مطالعہ کرے گا۔ چنانچہ بلیو آئی کے زریعہ وہ کاغذات ان کی ریسیونگ سکریں پر آ جائیں گے، انہوں نے اس مشین کے ساتھ فوٹو سٹیٹ مشین لگائی تھی۔ سکرین پر موجود وہ جس منظر کو چاہتے اس کا فوٹو تیار کر لیتے۔

پہلے ان کا خیال تھا کہ کاغذات اسی سنٹر میں ہوں گے۔ مگر سنٹر میں موجود ان کے آدمی کو چونکہ ہدایات نہیں ملی تھیں اس لئے اس نے وہاں ایک مشین میں ٹائم بم فٹ کر دیا۔ چنانچہ وہاں ہنگامہ ہو گیا۔

کمانڈر انچیف نے وہاں دورہ کرنا تھا۔ چنانچہ ہنگامی حالات کی بناء پر وہ دورہ منسوخ کر دیا گیا۔ کیپٹن شکیل اور صدیقی کو وہاں بھیجا گیا۔ کیپٹن شکیل نے اس آدمی کو چیک کر لیا۔ مگر اس پورے آفس کو بم سے اڑا دیا گیا اور وہ آدمی ختم ہو گیا۔ کیپٹن شکیل زخمی ہو گیا۔

ادھر ایک میٹنگ میں عمران جب خود چیکنگ کرنی چاہی تو مجرم جو سکرین پر یہ سب منظر دیکھ رہے تھے انہوں نے کمانڈر انچیف کی آنکھ ضائع کر دی۔ تاکہ عمران اس کی ماہیت کو نہ سمجھ سکے۔ اس پتلی میں یہ سسٹم رکھا گیا تھا کہ اسے وایرلیس کے زریعے تباہ بھی کیا جا سکتا تھا۔

یہ ٹارگٹ ختم ہونے کے بعد انہوں نے کرنل اے کی آنکھ میں وہ بلیو آئی فٹ کر دی۔

اور ادھر عمران کو اغوا کر کے اس کی آنکھ میں بھی بلیو آئی فٹ کرنی چاہی۔ مگر عمران پہلے ہی ہوشیار ہو گیا تھا۔ چنانچہ صفدر وغیرہ نے عمران کو وہاں سے چھڑا لیا۔

عمران آتے ہوئے ساتھ ایک بلیو آئی اور سیر مشین بھی لے آیا۔ چنانچہ یہاں لیبارٹری میں اس پر تجربات کرنے کے بعد اس کی ماہیت کا پتہ چل گیا۔

پھر میں نے کرنل اے کو اس خیال سے اغوا کر کے کیپٹن شکیل کو اس کی جگہ بھیج دیا گیا کہ مجرم کہیں لاعلمی میں کرنل اے کو بلیو آئی نہ فٹ کر دیں۔ مگر جب کرنل اے یہاں آیا تو پتہ چلا کہ مجرم تو پہلے ہی اسے بلیو آئی فٹ کر چکے ہیں اور کرنل اے کے زریعے وہ ان کاغذات کی فوٹو کاپیاں بھی حاصل کر چکے ہیں اور کرنل اے نے غلط بیانی کی تھی کہ اسے ابھی بلیو آئی فٹ نہیں کی گئی۔

پھر مجرموں کی کار کے نمبر کے سہارے ان کا پتہ چلا مگر وہ لوگ ڈاج دے کر نکل گئے۔ اور ایک خالی کوٹھی میں کار کھڑی کر کے نکل گئے تھے۔

ہم نے اس کوٹھی کو ان کا اڈہ سمجھ کر وہاں چھاپہ مارا مگر ہمیں ناکامی ہوئی۔ عمران بھی ایک غنڈے جیگر کے روپ میں اس کا دوست بن چکا تھا۔ مگر عمران کو پہچان لیا گیا۔

چنانچہ ٹونی نے عمران کو پاس بلوایا اور پھر نمبر ون اور ٹونی نے عمران کو وہاں ختم کرنے کی کوشش کی۔ ادھر عمران ٹرانسمیٹر واچ کے زریعے مجھے کاشن دے چکا تھا۔ چنانچہ میں نے ممبرز کو وہاں بھیج دیا۔ ٹونی لڑائی میں مارا گیا۔ مگر مجرم بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس دوران میں کیپٹن شکیل کو واپس بلا چکا تھا اور کرنل اے کو واپس بھیج دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ مقصد کامیاب ہو چکا تھا جس کے لئے کرنل اے کو اغوا کیا گیا تھا۔

مجرم ٹونی کے اڈے سے نکلا تو اس نے کرنل اے کی جگہ لے لی۔ تاکہ وہ محفوظ رہے اور دوسرے وہ کوڈ کا حل آسانی سے حاصل کر سکے۔ مگر میٹنگ ہال میں میں نے اسی بلیو آئی کی وجہ سے مجرم کو چیک کر لیا، مجرم جس آلے کو ہمارے خلاف استعمال کر رہا تھا اس نے اسے گرفتار کرا دیا۔

مجرم کو دراصل اس بات کا علم نہیں تھا کہ ہم کرنل اے کی آنکھ میں فٹ بلیو آئی دیکھ چکے تھے۔ چنانچہ اصل سرغنے کی گرفتاری کے ساتھ ہی وہ فوٹو کاپیاں بھی مل گئیں اور اس طرح یہ کیس ختم ہوا۔

ایکسٹو نے پوری تفصیل سے کیس کے واقعات بتلائے۔

چند لمحون تک خاموشی طاری رہی۔

"کوئی سوال۔" ایکسٹو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"سر کیا ہمارے حفاظتی انتظامات بڑے کمزور ثابت ہوئے ہیں۔ میں نے صدر مملکت کو رپورٹ دیتے ہوئے اس بات پر پوری طرح زور دیا کہ اعلیٰ حکام اور کلیدی افسران کے گرد کڑے حفاظتی انتظامات کا اہتمام کیا جائے۔ اور مجھے امید ہے کہ آئندہ مجرم اس آسانی سے کلیدی افسران پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"سر۔ کیا وہ ملنک دوبارہ ان کاغذات کو حاصل کرنے کے لئے کوئی اور پارٹی نہیں بھیجے گا۔" جولیا نے پوچھا۔

"اس کے متعلق ہم کیا کہہ سکتے ہیں اگر اس نے ایسا کیا تو ان سے دوبارہ نپٹا جاسکتا ہے۔" ایکسٹو نے جواب دیا۔

"سر اصل کرنل کا کیا ہوا؟" نعمانی نے بھی سوال کر دیا۔

"ہاں یہ بتلانا تو میں بھول ہی گیا تھا کہ مجرم نے کرنل اے کو ہلاک کر دیا تھا۔ اگر کرنل اے ہلاک نہ ہوتے تو ان کی غلط بیانی پر ان کا کورٹ مارشل کیا جاتا۔"

ایکسٹو نے بتلایا۔

"کوئی اور سوال۔" ایکسٹو نے پوچھا مگر سب خاموش رہے۔"

اوکے اگر کوئی مزید بات پوچھنی ہو تو آپ لوگ عمران سے پوچھ سکتے ہیں۔ ایکسٹو نے کہا۔ اور پھر اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔ جولیا نے اٹھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"عمران صاحب، کوئی مزید بات آپ بتلائیں گے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یار میں تو سوچ رہا ہوں کہ اگر مجرم میری آنکھ میں بلیو آئی فٹ کر دیتے اور پھر اسے تباہ کر دیتے تو کیا جولیا مجھ یک چشم سے شادی کرنے پر تیار ہو جاتی۔"

عمران نے بڑی معصومیت سے کہا اور قہقہوں سے سارا ہال گونجنے لگا۔ جولیا بری طرح جھینپ گئی۔۔۔

ختم شد